بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

Regd No P 67

ہفت روزہ
بدر
قادیان

جلد ۱۹ — شمارہ ۶

The Weekly Badr Qadian

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر: خورشید احمد انور

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپیہ
ممالک غیر ۲۷ روپے
فی پرچہ ۲۵ نئے پیسے

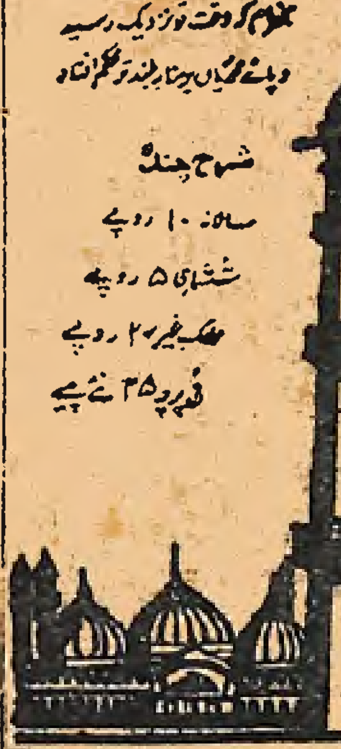

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۳ر تبلیغ ۔ (فروری) ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت سے متعلق مورخہ ۳۰ر صلح کی موصولہ اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ ۔ حضور کی حرم محترم حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی طبیعت بھی بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے ثم الحمد للہ ۔

قادیان ۳ر تبلیغ ۔ کل مورخہ ۲ر تبلیغ کو ربوہ سے بذریعہ تار یہ اندوہناک خبر موصول ہوئی کہ محترمہ حضرت بیگم صاحبہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ گُردوں میں انفیکشن اور بخار کی تکلیف کے باعث رحلت فرما گئیں ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ (مفصل کیلئے ملاحظہ ہو ضمیمہ)

قادیان ۳ر تبلیغ ۔ آج صبح محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع بیگم صاحبہ اپنی چھوٹی صاحبزادی عزیزہ امۃ الاعلیٰ نصرت کو جو گذشتہ دنوں پیٹ کی انفیکشن کے باعث علیل تھیں ، ڈاکٹری معائنہ و علاج کیلئے امرتسر لے گئے ہیں اللہ تعالیٰ عزیزہ موصوفہ کو شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرماتے آمین ۔

۲۷ر ذیقعدہ ۱۳۸۹ھ — ۵ر تبلیغ ۱۳۴۹ ہش — ۵ر فروری ۱۹۷۰ء

حضرت فضلِ عمرؓ کے محبوب مقاصد کی توسیع و تکمیل کے سلسلہ میں

فضلِ عمر فاؤنڈیشن کی طرف سے ایک نہایت اہم منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کا مبارک آغاز

ایک عظیم مرکزی لائبریری قائم کرنے کی غرض سے لائبریری کی عمارت کا سنگِ بنیاد رکھنے کی بابرکت تقریب

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ نے عاجزانہ دعاؤں کیساتھ بنیاد میں اپنے دستِ مبارک سے اینٹیں نصب فرمائیں

ربوہ ـــ حضرت فضلِ عمر المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محبوب مقاصد کی توسیع و تکمیل کے سلسلہ میں فضلِ عمر فاؤنڈیشن کی طرف سے ۱۸ر ماہ صلح ۱۳۴۹ ہش (مطابق ۱۸ر جنوری ۱۹۷۰ء) بروز اتوار ایک نہایت اہم منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کا آغاز اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں کے درمیان ہوا ۔ یہ منصوبہ حضرت فضلِ عمرؓ کے منشائے مبارک کے مطابق مرکز سلسلہ میں ایک جامع مرکزی لائبریری قائم کرنے کی غرض سے اس کے مناسب حال وسیع عمارت تعمیر کرنے سے تعلق رکھتا ہے ۔ اُس روز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجوزہ عمارت کی بنیاد میں اپنے دستِ مبارک سے اینٹیں نصب فرما کر اس اہم منصوبہ کے پہلے مرحلہ کا اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ آغاز فرمایا ۔ مرکزی لائبریری کی یہ عمارت دفاتر صدر انجمن احمدیہ سے ملحق شرقی میدان میں تعمیر کی جارہی ہے ۔

سنگِ بنیاد کی تقریب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب جج عالمی عدالت ہیگ کی معیت میں سوا گیارہ بجے قبل دوپہر زیر تعمیر لائبریری سے ملحقہ احاطہ میں تشریف لائے ۔ جونہی حضور ایدہ اللہ کی موٹر کار احاطہ میں آکر رکی فضلِ عمر فاؤنڈیشن کے نائب صدر صاحب ، جملہ ڈائریکٹران کرام و سیکرٹری صاحب نے آگے بڑھ کر حضور کا استقبال کیا ۔ بعد ازاں حضور اُن کی معیت میں اس جگہ تشریف لائے جہاں جملہ مدعوین حضرات بیٹھے ہوئے تھے ۔ حضور کے صدر جگہ پر رونق افروز ہونے کے بعد تقریب کا آغاز تلاوتِ قرآن مجید سے ہوا جو مکرم حافظ محمد صدیق قریشی صاحب نے کی ۔ تلاوت کے بعد محترم شیخ مبارک احمد صاحب سیکرٹری فضلِ عمر فاؤنڈیشن نے حضور کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا جس میں لائبریری کی زیر تعمیر عمارت کے منصوبہ کی بعض تفصیلات پر روشنی ڈال کر حضور سے کارکنان کو ہدایات اور دعاؤں سے نوازنے کی درخواست کی ۔ سپاسنامہ پیش ہونے کے بعد محترم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب صدر فضلِ عمرؓ فاؤنڈیشن نے حضور کی خدمت میں درخواست کی کہ حضور دعاؤں سے نوازنے کے علاوہ مجوزہ عمارت کا سنگِ بنیاد اپنے دستِ مبارک سے نصب فرمائیں ۔

حضور ایدہ اللہ کا خطاب

بعدہٗ حضور نے حاضرین کو ایک مختصر مگر نہایت بصیرت افروز خطاب سے نوازا ۔ حضور نے تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا علم و جہالت کی اس دنیا میں صرف تعصب کی بنا پر ہی اسلام پر اعتراض نہیں کئے جاتے بلکہ رائج الوقت علوم کی بنا پر بھی اعتراض کئے جاتے ہیں ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اسلام کو کسی بھی مروجہ علم سے کوئی اندیشہ اور خطرہ نہیں ۔ یہ علوم ہیں ہی اس لئے کہ اسلام ان سے خادموں کے طور پر کام لے ۔ جب مروجہ علوم کی اصل حیثیت خادم اسلام کی ہے اور اسلام نے ان سے خادموں کے طور پر کام لینا ہے ۔ تو پھر اسلام کے ان خادموں کو جاننا انہیں پرکھنا اور ان سے کام لینے کے اسلوب معلوم کرنا ضروری ہے ۔ یہ کام نہیں ہوسکتا جب تک کہ ایک عمدہ لائبریری نہ ہو ۔ اس سے ایک جامع اور مکمل لائبریری کی ضرورت واضح ہے ۔ لیکن اس ضمن میں یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ لائبریری کسی عمارت کا نام نہیں ہے جس میں مختلف علوم و فنون کی کتابیں رکھی گئی ہوں لائبریری نام ہے اُس عمارت کا جس میں کتابیں بھی ہوں اور ساتھ ہی اسلام کو دنیا میں غالب کرنے کی غرض سے تحقیق کرنیوالے دل اور دماغ بھی ہوں ۔ پھر وہ تحقیق ہی کرنیوالے نہ ہوں بلکہ ساتھ ہی یہ دعا بھی کرنیوالے ہوں جو ہمیں سکھائی گئی ہے یعنی یہ کہ رَبِّ اَرِنِیْ حَقَائِقَ الْاَشْیَاءِ (اے میرے رب مجھے اشیاء کے حقائق دکھا) اور پھر وہ یہ دعا اس درد اور تڑپ کے ساتھ کرنیوالے ہوں کہ اس دعا کو خدا تعالیٰ اپنے فضل سے قبول فرمائے ۔ اس طرح وہ اپنی تحقیق اور اپنی عاجزانہ دعاؤں کے ذریعہ ساری دنیا میں اسلام کا نام بلند کرنے والے ہوں ۔ پس احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس کوشش کو اس رنگ میں قبول فرمائے کہ یہ لائبریری دنیا میں حقائق الاشیاء کو پھیلانے کا موجب ہو ۔ اور اس سے استفادہ کرنے والے دنیا کے دلوں اور دماغوں کو جیتنے والے ہوں ۔ تا دنیا میں اسلام کا بول بالا ہو اور ہر طرف اسلام غالب آتا چلا جائے ۔

بنیاد میں اینٹوں کی تنصیب

اس بصیرت افروز خطاب کے بعد حضور محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی معیت میں مجوزہ عمارت کی کھدی ہوئی بنیادوں کی طرف تشریف لے گئے ۔ حضور نے بنیاد میں مقررہ جگہ بیٹھ کر پہلے ایک اینٹ ہاتھ میں لی ۔ اور دیر تک زیرِ لب دعا کرتے رہے پھر اس اینٹ کو اپنے دستِ مبارک سے بنیاد میں نصب فرمایا ۔ حضور نے اس کے علاوہ یکے بعد دیگرے دو اور اینٹیں بھی نصب فرمائیں ۔ اس طرح حضور نے کُل تین اینٹیں اپنے دستِ مبارک سے نصب کیں ۔

اس کے بعد حضور کی اجازت سے علی الترتیب محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب صدر فضلِ عمرؓ فاؤنڈیشن ، محترم کرنل عطاء اللہ صاحب نائب صدر فضلِ عمر فاؤنڈیشن ۔ محترم صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب ناظر اعلیٰ ، صدر انجمن احمدیہ ، محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ انجمن احمدیہ تحریک جدید اور محترم شیخ محمد احمد صاحب مظہر صدر ، انجمن احمدیہ وقفِ جدید نے ایک ایک اینٹ بنیاد میں نصب کی ۔

بعدہٗ فضلِ عمر فاؤنڈیشن کے سابق اور موجودہ ڈائریکٹر صاحبان نے بھی ایک ایک اینٹ بنیاد میں رکھی ۔ ان میں محترم مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ ، سرگودہا ۔ محترم چوہدری محمد انور حسین صاحب ایڈووکیٹ شیخوپورہ ۔ محترم ڈاکٹر مسعود احمد صاحب سرجن لاہور محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ، محترم سید داؤد احمد صاحب اور محترم میر محمد بخش صاحب ایڈووکیٹ گوجرانوالہ شامل تھے ۔ ایک

(باقی ملاحظہ فرمائیں صفحہ ۱۱ پر)

ملک صلاح الدین ایم ۔ اے ۔ پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا ۔ پروپرائیٹر : صدر انجمن احمدیہ قادیان ۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۵ر تبلیغ ۱۳۴۹ ہش!

یہ وقتی ہنگامے اور ذہنی انقلاب

گذشتہ سال ملک بھر میں مہاتما گاندھی کا صد سالہ یوم پیدائش "گاندھی شتابدی" کے تحت نہایت اہتمام کے ساتھ منایا گیا۔ اس موقعہ پر ملک کے ہر طبقہ و خیال کے عوام نے اپنے اپنے رنگ میں گاندھی جی کے عدم تشدد اور عدم تعصب کے اصولوں کو سراہا اور ان کے تئیں خلوص و عقیدت کے پھول نچھاور کئے۔ ابھی ہم ان تقریبات سے فارغ ہی ہوتے تھے کہ سالِ نو نے دستک دی۔ اور ۲۶ر جنوری کا وہ تاریخی دن آگیا جب ہم نے جمہوریت کی بیسویں سالگرہ منعقد کی۔ اور ہندوستان کے کروڑہا عوام نے اُن شہیدانِ وطن کے تئیں اپنے دلی احترام کا اظہار کیا جنہوں نے ملک و قوم کی خاطر اپنی عزیز جانیں نچھاور کر دیں۔

گاندھی جی کے یوم پیدائش یا یوم جمہوریت کے سلسلہ میں منعقد ہونیوالی یہ تقریبات ہندوستان کے عوام کے لئے کوئی نئی نہ تھیں۔ بلکہ اس سے پہلے بھی اس نوعیت کی کئی تقریبات آزاد ہندوستان میں منعقد ہوتی رہی ہیں۔ ہر مرتبہ عمائدِ قوم نے بائیس سال پہلے کی تاریخ کو دہرایا اور عوام نے ہر سال انہیں ایک معمول کے مطابق سُنا ——— چاہیئے تو یہ تھا کہ ہم اِن واقعات کی اہمیت کو سمجھتے اور شہیدانِ وطن کی قربانیوں کو زندۂ جاوید بنائے رکھنے کے لئے خود بھی اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کرتے۔ اور ان شہیدانِ وطن کے ذہنوں میں آزاد بھارت کا جو نقشہ تھا اس کے مطابق ملک کی تعمیر میں لگ جاتے۔ مگر تجربہ بتاتا ہے کہ نہ تو کہنے والوں نے اِن باتوں کی گہرائی ناپنے کی کماحقہ کوشش کی اور نہ سُننے والوں نے ان کی صحیح اہمیت کو سمجھنے کی کوشش کی۔ اور اس طرح یہ باتیں کبھی بھی ذہن و گوش کی حدود سے آگے ذہن و فکر تک نہ پہنچ پائیں۔

آزاد بھارت کی بائیس سالہ تاریخ ایک کھلی ہوئی کتاب ہے۔ جس کے اوراق پر ایک طرف تو مسرتوں کے باب ہیں۔ اور دُوسری طرف بھارت کے غریب طبقہ کے آنسوؤں اور آہوں سے آلودہ صفحات بھی۔ سوچیئے تو صحیح ——— بائیس [22] سال قبل حصولِ آزادی کی جدوجہد میں اپنی جانیں تک نچھاور کر دینے والے وطن پرستوں نے اپنے ذہنوں میں جن حسین خوابوں کو سجا رکھا تھا ان میں وطنِ عزیز کے مستقبل کی کیسی خوش آیند جھلک نمایاں ہوگی؟ ——— سرسبز اور لہلہاتے کھیت، باہمی محبت و اخوت کے جذبات سے سرشار ملک کے خوشحال عوام، سکون و اطمینان سے بھرپور ایک قابلِ رشک اور مثالی زندگی، اخلاق کا بلند معیار اور خود دار اور باوقار اندازِ فکر ——— کیا یہی وہ خاکہ نہ تھا جسے ملک و قوم کی خاطر مر مٹنے والے ان محبانِ وطن اور جانبازانِ قوم نے اپنے ذہن کے نہاں در نہاں گوشوں میں چھپا رکھا تھا۔ جس کی نشو و نما مرتے دم تک وہ اپنے خون سے کرتے رہے۔ تاآنکہ اسی راہ میں انہوں نے اپنی عزیز ترین جانیں تک نچھاور کر دیں ———!!

دیکھنا یہ ہے کہ ——— حصولِ آزادی کے بعد ہم نے ملک و قوم کی خاطر مر مٹنے والوں کی ان امانتوں کی کہاں تک حفاظت کی؟ اُن کے ذہنی خاکوں کو سجانے، سنوارنے اور پایہ تکمیل تک پہنچانے میں کتنا حصہ لیا؟؟

اِس میں شک نہیں کہ اِس تمام عرصہ میں ملک نے زندگی کے بہت سے شعبوں میں ترقی اور قابلِ رشک کامیابی حاصل کی ہے۔ مادی ترقی کے اِس دَور میں جبکہ ہر ملک ایک دُوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش اور جدوجہد میں مشغول ہے۔ ہمارا ملک بھی اس کٹھن منزل میں ہمت کے ساتھ کافی آگے بڑھا ہے۔ ہماری زرعی پیداوار میں کئی گُنا اضافہ ہُوا۔ صنعت و حرفت کے میدان میں ہم کافی حد تک خود کفیل ہوئے۔ اور غلامی کے طوق اُتار پھینکنے کے بعد ہمیں اظہارِ خیال کی آزادی بھی میسّر آئی مگر ان تمام چیزوں کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ تسلیم کئے بنا بھی چارہ نہیں کہ ذہنی ارتقاء کی دَوڑ میں وقت اور زمانے کی رفتار سے پیچھے رہ جانے کے باعث ہم نہ صرف رُوحانیت و انسانیت کے جادۂ مستقیم سے دُور جا پڑے ہیں بلکہ تعصب و تنگ خیالی نے ہمیں اُس منزل سے بھی کوسوں دُور پھینک دیا جو ہم نے اپنے لئے متعین کی تھی۔ اندریں حالات یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ حصولِ آزادی کے بعد ہماری ذہنی اور نفسیاتی قدروں کو بلند حوصلگی اور روشن خیالی کے وسیع ماحول میں پرورش ملنے کی بجائے تنگ خیالی اور تعصب کی وہ دیمک لگ گئی جو اَب بھی ان کی جڑوں کو کھوکھلا کرتی چلی جا رہی ہے۔

مگر افسوس کہ ہر مذہب و ملت کے سینکڑوں سرفروشوں کی متحدہ مساعی سے ملی ہوئی آزادی اور ان کے خُون سے سینچی ہوئی سرزمین اب کچھ تشدد پسند عناصر کی اجارہ داری بنتی جا رہی ہے۔ اور کہیں تنگ نظری اور تعصب کے مظاہرے ہو رہے ہیں۔ اور کہیں دُور نا اندیش نام نہاد مصلحین قوم و وطن تعمیر کے نام پر تخریبی کارروائیاں کر کے لاقانونیت کا ایسا ماحول پیدا کر رہے ہیں جو بالآخر ملک کے لئے نقصان رساں ہوگا۔

آزادی کے اِن بائیس [22] برسوں پر اگر ایک طائرانہ نگاہ ڈالی جائے تو ہنگاموں اور بے راہ رویوں کا ایک ایسا لامتناہی سلسلہ نظر آئے گا جس میں کوئی بھی توقف نہیں۔ اس امر سے کس کو اختلاف ہوگا کہ لسانی۔ علاقائی اور طبقاتی تفوق کی آڑ میں بپا کئے جانے والے یہ خوں فشاں ہنگامے بحیثیتِ قوم ہم سب کی پیشانیوں پر ذلت و رسوائی کے سیاہ اور بدنُما داغوں سے کم نہیں۔ اور یہ سب نتیجہ ہے ان تنگ ظرف تشدد پسند اور رجعت پرست طاقتوں کی وطن دشمنی کا جو عوام کی سادہ لوحی سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے رفتہ رفتہ قوی سے قوی تر ہوتی جا رہی ہیں۔ اور اربابِ حل و عقد اِن ہنگاموں اور توڑ پھوڑ کی تمام تر وجوہات اور علل و اسباب کو بخوبی سمجھتے ہوتے بھی اُن سے بے خبر بنے بیٹھے ہیں۔ متواتر بائیس [22] سال کے اُن تند و تلخ تجربات نے گویا ہمارے سوچنے کا انداز ہی بدل ڈالا ہے۔ اور ہم اس حقیقت کو فراموش کر بیٹھے ہیں کہ آج ملک کے کسی حصے میں تشدد و ہنگاموں کے جو واقعات رُونما ہوتے ہیں ان کے تدارک کے لئے صحیح طریق نہ اپنانے اور اُن سے آنکھیں مُوند لینے کا لازمی نتیجہ یہی ہوگا کہ کل یہی صورت ہر شہر اور ہر گلی میں رُونما ہو سکتی ہے۔ یہ حقیقت ہمارے ذہنوں سے محو ہو چکی ہے کہ یہ وطن کسی خاص مذہب یا نسل کی نمائندگی نہیں کرتا۔ بلکہ یہ ملک ہم سب کا ہے۔ جو ہماری ہی مشترکہ کوششوں کے نتیجہ میں آزاد ہُوا۔ اور ہم سب کی مشترکہ کوشش و جدوجہد کے نتیجہ میں ہی ترقی کی راہوں پر گامزن رہ سکتا ہے۔

اب وقت آگیا ہے کہ ہم اپنے اِن مخفی دشمنوں کے خلاف محض زبانی واویلا مچانے کی بجائے تعمیری اور ٹھوس جدوجہد کریں جس کے لئے آج بھی بہت سی قربانیاں دینے کی ضرورت ہے۔ ایسی قُربانیاں جو صرف مال و دولت سے تعلق نہ رکھتی ہوں بلکہ اُن میں ایک دُوسرے کے لئے اپنے نازک احساسات کی قُربانی بھی شامل ہو۔

ظاہر ہے کہ تشدد پسند اور رجعت پرست متعصب طاقتوں کے بھڑکائے ہوئے یہ شعلے جو ہندوستان کی شاہراہ ترقی میں دیوار بن کر حائل ہو گئے ہیں نہ تو سیاسی تنظیموں کی کوششوں کے نتیجہ میں سرد ہو سکتے ہیں۔ اور نہ ہی کوئی مالیاتی ڈھانچہ ان کو ٹھنڈا کر سکتا ہے۔ تعصب و تنگئ خیال کی یہ چنگاریاں تبھی ماند پڑیں گی جب ہم اپنے ذہنوں میں ایک نئی تبدیلی اور نیا انقلاب لائیں۔ اور دیگر شعبہ ہائے زندگی کے ساتھ ساتھ ذہنی ارتقاء کی دَوڑ میں بھی زمانے کا ساتھ دیں۔ ہمارا اندازِ فکر تعصب و تنگ نظری کی گذشتہ روش سے ہٹ کر وسعت حوصلگی اور روشن دماغی کی نئی راہوں پر گامزن ہو۔ اور ہم سب علاقائی، لسانی اور طبقاتی امتیازات سے بلند ہو کر بحیثیت قوم تمام اہلِ بھارت کو اپنا ہم وطن سمجھیں۔ یہی وہ اصل ہے جس کے نتیجہ میں باہمی اخوت و محبت کے رشتے استوار ہوں گے۔ رنگ و نسل کے جداگانہ پیمانے ٹوٹیں گے۔ زبان و مذہب کی یہ کشمکش دُور ہوگی اور ملک پھر سے شاہراہِ ترقی پر سُرعت کے ساتھ رواں دواں ہو سکے گا۔ اور اسی صورت میں وہ خواب شرمندۂ تعبیر ہوگا جو آج سے بائیس [22] سال پہلے جیالے ہندوستانی وطن پرستوں نے دیکھا تھا ؎

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

——— (انور)

بدر کا مصلح موعودؓ نمبر

حسب سابق امسال بھی ادارہ بدر مورخہ ۱۲ر تبلیغ (فروری) کو بدر کا المصلح الموعودؓ نمبر شائع کر رہا ہے۔ مواد کی ضخامت کو پیش نظر رکھتے ہوئے چونکہ یہ پرچہ ۱۲ر اور ۱۹ر تبلیغ کی اشاعتوں کو ملا کر ترتیب دیا جا رہا ہے۔ لہذا ۱۹ر تبلیغ کا عام شمارہ شائع نہیں ہوگا۔

مینیجر بدر قادیان

۲- محترم صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب
۳- محترم صاحبزادہ مرزا حمید احمد صاحب
۴- محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب
۵- محترم صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب سابق پرنسپل احمدیہ سیکنڈری سکول .بو Bo (سیرالیون) افریقہ
۶- محترمہ صاحبزادی امۃ السلام بیگم صاحبہ بیگم محترم مرزا رشید احمد صاحب
۷. محترمہ صاحبزادی امۃ الحمید صاحبہ بیگم محترم بریگیڈیر محمد وقیع الزمان صاحب
۸- محترمہ صاحبزادی امۃ المجید صاحبہ بیگم نواب محمد احمد خاں صاحب
۹. محترمہ صاحبزادی امۃ اللطیف صاحبہ بیگم محترم سید محمد احمد صاحب

محترمہ سرور سلطانہ صاحبہ مرحومہ مغفورہ عرصہ تقریباً پندرہ سال سے مختلف اعصابی عوارض میں مبتلا تھیں۔ اسی دوران میں انہیں اپنے عظیم القدر شوہر سیدی حضرت قمرالانبیاء صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی وفاتِ حسرت آیات کا عظیم ترین صدمہ بھی برداشت کرنا پڑا جس کا لازمی اثر آپ کی کمزور صحت پر بھی پڑا ضعیف العمری اور کمزوری صحت کا یہ سلسلہ بدستور جاری تھا کہ مورخہ ۲۶ر صلح ۱۳۴۹ (۲۶ر جنوری ۱۹۷۰ء) کو گردوں کی انفیکشن اور بخار کے سبب آپ کی طبیعت بہت زیادہ ناساز ہو گئی۔

مورخہ ۲۸ر صلح کو یکدم تیز بخار ہو گیا اور سانس میں تنگی کے علاوہ تشنج کے دورے بھی پڑنے لگے۔ جو تین گھنٹے تک جاری رہے۔ اس کے بعد حالت نسبتاً بہتر ہو گئی اور تکلیف میں بھی قدرے افاقہ ہوا مگر افسوس کہ اچانک پھر تکلیف بڑھ گئی اور پھر اللہ تعالےٰ کا منشاء پورا ہوا۔ اور آپ مورخہ یکم تبلیغ کی صبح کو رحلت فرما کر اپنے مولائے حقیقی کے پاس پہنچ گئیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اس قسم کے مبارک وجودوں کی وفات کا صدمہ حقیقت یہ ہے کہ بہت ہی بھاری ہوتا ہے اور جماعت کے افراد اس قدر متاثر ہوتے ہیں کہ درد و غم ان پر محیط ہو جاتا ہے مگر اس کے ساتھ ہی اللہ تعالےٰ نے صبر و رضا کی جو تعلیم دی ہے اس کے پیشِ نظر ہم اس کی رضا پر راضی رہ کر یہی کہتے ہیں کہ

؎ بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

ادارہ بدر سانحۂ ارتحال کے اس صدمہ عظیم میں سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز۔ محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب محترم صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب، محترم صاحبزادہ مرزا حمید احمد صاحب۔ محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب، محترم صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب، محترمہ صاحبزادی امۃ السلام صاحبہ، محترمہ صاحبزادی امۃ الحمید صاحبہ، محترمہ صاحبزادی امۃ المجید صاحبہ محترمہ صاحبزادی امۃ اللطیف صاحبہ، اور خاندانِ مقدس سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دوسرے تمام واجب الاحترام افراد نیز جملہ احباب جماعت کی خدمت میں گہرے دلی غم کا اظہار کرتے ہوئے ہمدردی اور تعزیت پیش کرتا ہے

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے جملہ لواحقین اور احباب جماعت کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ اور محترمہ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔

آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

(ادارہ)

حضرت سرور سلطانہ صاحبہ بیگم حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی وفات پر

صدر انجمن احمدیہ قادیان کا تعزیتی ریزولیشن

رپورٹ ناظر اعلیٰ کہ ربوہ سے ٹیلیگرام کے ذریعہ یہ اندوہناک خبر موصول ہوئی ہے کہ محترمہ حضرت سرور سلطانہ صاحبہ بیگم حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ یکم تبلیغ (فروری) کو رحلت فرما گئی ہیں اِنّا للہ واِنّا الیہ راجعون۔ تعزیتی قرارداد ذیل میں بغرضِ منظوری پیش ہے:-

محترمہ حضرت سرور سلطانہ صاحبہ کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہو ہونے کی وجہ جماعت میں ایک بہت بلند مقام حاصل تھا کیونکہ آپؓ حضور کے عظیم الشان الہام "تری نسلاً بعیدا" کے پورا کرنے میں حصہ دار بنیں اور حضورؑ کے نامور اور جلیل القدر فرزند قمرالانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی زوجیت کا شرف حاصل کر کے اس مقدس خاندان کا لاینفک جزو بن گئیں۔ آپؓ کو ایک شرف یہ بھی حاصل تھا کہ آپ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی و مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بھاوج تھیں اور یہ امر بھی آپؓ کے لئے بجا طور پر وجہ فخر تھا کہ آپ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی چچی تھیں۔ پھر ایک بلند پایہ صحابی کی صاحبزادی بھی تھیں اور خود بھی صحابیہ تھیں گویا ہر جہت سے آپ کا مقام بلند اور مرتبہ عظیم تھا

آپؓ نے اپنے عظیم المرتبت شوہر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ رضی اللہ عنہ کی زوجیت و رفاقت میں ۵۰ سال کا طویل عرصہ بے حد محبت، ثبات قدم اور وفاداری کے ساتھ گزارا۔ آپ کے عمل کی بلندی یہ ہے کہ ۱۹۱۴ء میں جب مسئلہ خلافت پر بلاوجہ اختلاف پیدا کر کے کچھ لوگ مرکز قادیان سے الگ ہو کر لاہور چلے گئے اور انہی میں آپؓ کے والد محترم حضرت مولوی غلام حسن خاں صاحب پشاوری بھی تھے تو آپ نے کمال ثابت قدمی اور وفاداری دکھائی اور خونی رشتہ پر روحانی رشتہ کو ترجیح دیتے ہوئے دامنِ خلافت کو مضبوطی سے تھامے رکھا اور بالآخر آپ کی خاموش دعائیں آپ کے والد محترم کو بھی دامانِ خلافت سے وابستہ کرنے کا موجب بنیں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے ہاں آپؓ کے بطن سے گیارہ بچے پیدا ہوئے جن میں سے پانچ صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں بفضلہ تعالےٰ زندہ موجود ہیں اور الحمد للہ کہ وہ سب مختلف رنگوں میں اسلام اور احمدیت کی خدمت کر رہے ہیں ص۲۲

صـ۲ قادیان اور اہل قادیان کے ساتھ اس لحاظ سے بھی آپ کا گہرا روحانی ابھی حال تک رہا ہے کہ ۱۹۴۷ء سے ۱۹۶۳ء تک ۱۶ سال کی طویل مدت حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اہل قادیان کے مخدوم و نگران رہے۔ ہم سب اس صدمہ سے محزون ہیں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ و مرحومہ کے تمام صاحبزادوں اور صاحبزادیوں کی خدمت میں اس تعزیتی ریزولیشن کی نقول بھجواتے ہوئے دلی رنج اور ہمدردی کا اظہار واجب ہے۔ نیز اس ریزولیشن کی نقول احمدیہ پریس کو بھجوائی جائیں ——— پیش ہو کر فیصلہ ہوا کہ رپورٹ ناظر صاحب اعلیٰ منظور ہے

افسوس! حضرت سیدہ سرور سلطانہ صاحبہ بیگم حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضؓ رحلت فرما گئیں!

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝

آپ نے ۷۵ سال کا طویل زمانہ اپنے عظیم المرتبت شوہر کی رفاقت میں بے حد صبر و ثبات اور استقلال و وفا سے گزارا !!

اور

اپنے پیچھے نیک اور پاک نمونہ اور خدمتِ سلسلہ و قوم کا جذبہ رکھنے والی اولاد چھوڑی !!

قادیان ۔ ۱۵ / تبلیغ ۔ آج ربوہ سے آمدہ ایک ٹیلیگرام نے سارے احمدیہ ماحول کو سخت افسردگی میں مبتلا کر دیا جس میں یہ بے حد افسوسناک خبر تھی کہ محترمہ حضرت سرور سلطانہ صاحبہ بیگم حضرت قمر الانبیاء صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مورخہ یکم تبلیغ (فروری) کی صبح کو بوقت پانچ بجے ربوہ میں وفات پا گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ اسی روز بعد نماز عصر حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک مجمع کثیر کے ساتھ نماز جنازہ ادا فرمائی اور حضرت سیدہ نور اللہ مرقدھا کا جسم اطہر بہشتی مقبرہ ربوہ میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس خاندان کا کوئی فرد جب داعیٔ اجل کو لبیک کہہ کر ہم سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہوتا ہے تو طبعاً ہر مخلص احمدی کا دل درد و غم میں ڈوب جاتا ہے کیونکہ جماعتِ احمدیہ کے محسن' اس خاندان کے ہر فرد کے ساتھ ہمارے دلوں کے اندر اللہ تعالیٰ نے وہ محبت اور عظمت پیدا کی ہے جس کی مثال دنیوی اور خونی رشتوں میں نہیں مل سکتی۔

آپ کے وجود کے مبارک و مسعود ہونے کے لئے اس سے بڑی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ خود سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۴ / اپریل ۱۹۰۲ء کو اپنے فرزند حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے لئے آپ کے رشتہ کی تحریک فرمائی۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے اپنے نہایت مخلص مرید حضرت مولوی غلام حسن خاں صاحب سب رجسٹرار پشاور کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرمایا کہ :-

"میرے دل میں تھا کہ بشیر احمد اپنے درمیانی لڑکے کے لئے تحریک کروں جس کی عمر دس برس کی ہے اور صحت اور شائستگیٔ مزاج اور ہر ایک بات میں اس کے آثار اچھے معلوم ہوتے ہیں اور آپ کی تحریر کے موافق عمریں بھی باہم ملتی ہیں اس لئے یہ خط آپ کو لکھتا ہوں اور میں قریب ایام میں اس بارہ میں استخارہ بھی کروں گا اور بصورت رضامندی یہ ضرور ہوگا کہ ہمارے خاندان کے طریق کے موافق آپ لڑکی کو ضروریاتِ علمِ دین سے مطلع فرماویں اور اس قدر علم ہو کہ قرآن شریف باترجمہ پڑھ لے۔ نماز اور روزہ اور زکوٰۃ اور حج کے مسائل سے باخبر ہو اور نیز بآسانی خط لکھ سکے اور پڑھ سکے اور لڑکی کے نام سے مطلع فرماویں اور اس خط کے جواب سے اطلاع بخشیں ۔ زیادہ خیریت ہے ۔" (تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ ۲۳)

چنانچہ اس خوش قسمت باپ یعنی حضرت مولوی غلام حسن خاں صاحب پشاوری نے کمال خلوص سے رضامندی کا اظہار کیا اور ۱۲ / ستمبر ۱۹۰۲ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کمرہ کے سامنے والے صحن میں جو مسجد مبارک سے ملحق جانب شمال ہے احباب جمع ہوئے اور حضرت مولانا نور الدین صاحب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ایک ہزار روپیہ مہر پر نکاح پڑھا اور پھر قریباً چار سال کے بعد مئی ۱۹۰۶ء میں شادی کی تقریب عمل میں آئی ۔ اور اس طرح اس خوش قسمت خاتون کو امامِ زمانہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہو بننے کی کمال سعادت حاصل ہوئی۔

یہ سعادت اس اعتبار سے اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً یہ عظیم الشان بشارت دی تھی کہ آپ کی نسل بہت ہوگی اور کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی۔ جیسا کہ خود حضور علیہ السلام نے ۲۰ / فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں ان اشعار کے ذریعہ اشارہ فرمایا ہے :-

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد ۔۔۔ بشارت تو نے دی اور پھر یہ اولاد
کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد ۔۔۔ بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد

چنانچہ یہ خوش نصیب خاتون مامورِ دوراں کی بہو بن کر اس زبردست پیشگوئی کے پورا کرنے کا ایک اہم جزو بن گئی ۔

آپ نے اپنے عظیم المرتبت شوہر کی رفاقت میں ۷۵ سال کا طویل زمانہ کس استقلال اور ثبات و وفا کے ساتھ گزارا اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ ۱۹۱۴ء میں جب مسئلہ خلافت کے متعلق اختلاف پیدا کر کے کچھ لوگ احمدیت کے دائمی مرکز قادیان سے کٹ کر لاہور چلے گئے تو انہی میں محترمہ سرور سلطانہ صاحبہؓ کے والد محترم حضرت مولوی غلام حسن خاں صاحب پشاوری بھی تھے۔ ظاہر ہے کہ یہ ابتلاء محترمہ موصوفہ کے لئے بہت ہی بڑا تھا ۔ لیکن عقیدہ کی پختگی اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے محبت اور اپنے عظیم المرتبت شوہر سے وفاداری کا بے مثال ثبوت دیتے ہوئے آپ ثابت قدم رہیں ۔ بعد کے حالات سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ آپ اپنے والد کے لئے مسلسل دعائیں کرتی رہیں کہ وہ دوبارہ نظامِ خلافت سے وابستہ ہو جائیں ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت مولوی غلام حسن خاں صاحب پشاوری کو پھر ۱۹۳۹ء میں بموقع جشن خلافت جوبلی دامنِ خلافت سے وابستہ ہونے کی سعادت بخشی ۔ اور پھر مبائع ہونے کی حالت میں ہی ان کا انتقال ہوا اور وہ بہشتی مقبرہ قادیان کے قطعہ صحابہ خاص میں دفن ہوئے ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں آپ کے بطن سے گیارہ بچے پیدا ہوئے جن کے نام یہ ہیں :-

۱ - محترمہ سیدہ امۃ السلام بیگم صاحبہ (ولادت ۷ / اگست ۱۹۰۷ء)
۲ - صاحبزادہ اوّل مرزا حمید احمد صاحب (متوفی ۱۹۱۰ء)
۳ - محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب (ولادت ۲۸ / فروری ۱۹۱۳ء)
۴ - ؍؍ صاحبزادہ مرزا حمید احمد صاحب (ولادت ۱۵ / جنوری ۱۹۱۵ء)
۵ - محترمہ سیدہ امۃ الحمید بیگم صاحبہ (ولادت ۱۶ / اگست ۱۹۱۶ء)
۶ - محترم صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب (ولادت اگست ۱۹۱۸ء)
۷ - ؍؍ صاحبزادہ مرزا مبشر احمد صاحب اوّل (متوفی ۱۹۲۱ء)
۸ - ؍؍ صاحبزادہ مرزا مبشر احمد صاحب ثانی (ولادت اگست ۱۹۲۲ء)
۹ - ؍؍ صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب (ولادت ۱۸ / جولائی ۱۹۲۴ء)
۱۰ - محترمہ صاحبزادی امۃ المجید بیگم صاحبہ (ولادت ۱۵ / جنوری ۱۹۲۶ء)
۱۱ - محترمہ سیدہ امۃ اللطیف بیگم صاحبہ (ولادت ۵ / نومبر ۱۹۳۵ء)

ان میں سے پانچ صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں بفضلہ تعالیٰ زندہ موجود ہیں اور مختلف رنگوں میں اسلام کی خدمت پر کمربستہ ہیں ۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان سب کو اپنی دینی و دنیوی نعمتوں سے سرفراز فرمائے ۔ آمین ۔ ان کے اسمائے گرامی اور تعارف یہ ہیں :-

۱ - محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب ڈپٹی چیئرمین پلاننگ کمیشن

خطبہ جمعہ

ہماری بقا، ترقی اور کامیابی کا انحصار تدابیر پر نہیں بلکہ دعا اور محض دعا پر ہے

ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہر آن اپنے رب کے حضور دعا کرتے رہیں

الٰہی اس مقصد کے حصول کے سامان جلد پیدا فرما جس کے لئے تو نے ہماری جماعت کو قائم فرمایا ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز فرمودہ یکم اپریل ۱۹۶۶ء بمقام مسجد مبارک ربوہ

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

آج میں اپنے دوستوں کو پھر اس امر کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری بقا، ہماری ترقی اور

ہماری کامیابی کا انحصار

تدابیر پر نہیں بلکہ دعا اور محض دعا پر ہے۔ عقل بھی اس نتیجہ پر پہنچتی ہے اور قرآن کریم کی تعلیم بھی ہمیں یہی سبق دیتی ہے

عقلاً یہ بات اس طرح ہے کہ اس وقت ساری دنیا کی آبادی قریباً تین ارب کی ہے اس میں بڑے آباد ملک بھی ہیں مثلاً روس ہے، چین ہے، امریکہ ہے، انگلستان ہے، اور یورپ کے دوسرے ممالک ہیں اور ان میں بسنے والی اقوام میں بڑی کثرت سے پڑھے لکھے لوگ موجود ہیں۔ اور کچھ ایسی اقوام بھی ہیں جن میں پڑھے لکھے افراد کی نسبت اپنی آبادی کے لحاظ سے کم ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ مجموعی طور پر تیس فی صدی آبادی کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ لکھ پڑھ سکتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ نوّے کروڑ انسان لکھنا پڑھنا جانتے ہیں اگر ہم ان میں سے

ہر ایک انسان کے ہاتھ میں یہ پیغام

پہنچانا چاہیں کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق امتِ محمدیہ میں اپنے مسیح اور مہدی کو مبعوث فرمایا ہے۔ آؤ اور اس کی طرف سے پیش کردہ تعلیم حاصل کرنے کے لئے اس کے سامنے جھکو اور اس جھنڈے تلے جمع ہو جاؤ جو اللہ تعالےٰ نے تمام بنی نوع انسان کے لئے اس کے ذریعہ آج گاڑا ہے۔ تا تم اپنی اس زندگی میں بھی کامیاب ہو اور آخروی زندگی میں بھی اللہ تعالےٰ کے احسانوں اور فضلوں کو پا سکے۔

تو صرف یہی پیغام پہنچانے کے لئے ہمیں ایک دفعہ ۹۰ کروڑ آدمیوں کیلئے ایک ورقہ اشتہار دینا پڑے گا اور اس مختصر اشتہار پر جس کی تعداد ۹۰ کروڑ ہوگی کتابت و طباعت اور کاغذ کے خرچ کے علاوہ صرف پوسٹیج کے لئے (یعنی اس کی ترسیل کے لئے) جو ٹکٹ لگیں گے ہمیں ان کے لئے چھ کروڑ تیس لاکھ روپے کی ضرورت ہوگی۔

اس کا مطلب یہ ہے

کہ ان اشتہارات کو ڈاک کے ذریعہ بھیجنے کے لئے چھ کروڑ تیس لاکھ روپیہ ہو تب جا کر کہیں ہم اس بات میں کامیاب ہو سکتے ہیں کہ ہر انسان کے ہاتھ میں صرف یہ پیغام پہنچا دیں کہ خدا تعالےٰ کا ایک مامور مبعوث ہو چکا ہے۔ تم دین کی فلاح اور حسنات کے حصول کے لئے اس کی آواز پر کان دھرو۔ ظاہر ہے کہ اتنے ذرائع ہمیں میسّر نہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اس کام کے لئے ہمیں اس رقم کی ہی ضرورت نہیں بلکہ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی دقتیں ہیں جو اس مقصد کے حصول کی راہ میں حائل ہیں۔ مثلاً دنیا کا ایک حصّہ ایسا بھی ہے جو ہماری بات سننے کے لئے تیار نہیں بلکہ جب اسے بات سنائی جائے تو وہ ہماری بات سننے کی بجائے ہمیں گالیاں دینے پر اتر آتا ہے۔ پھر

دنیا کی آبادی کا ایک بڑا حصّہ

ایسا بھی ہے جو ظاہری اخلاق کا مظاہرہ کرکے ہماری بات تو سن لیتا ہے لیکن اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ اخلاق کا تقاضا یہ ہے کہ ہم ان کی بات سن لیں۔ انہیں بات کرنے سے منع نہ کریں لیکن ہمیں اس بات کی بھی ضرورت نہیں کہ پوری توجہ سے ان کی بات سنیں۔ پھر جو لوگ ہماری بات کو سنتے ہیں اور توجہ سے بھی سنتے ہیں ان میں سے بھی بڑے حصہ کے دلوں کی کھڑکیاں اللہ تعالےٰ کی طرف سے آئی ہوئی

صداقت کے قبول کرنے

کے لئے ان کی شامتِ اعمال کی وجہ سے کھلتی نہیں۔ غرض ہماری راہ میں بڑی مشکلات ہیں۔ اگر ہم محض اپنی تدابیر پر بھروسہ کریں تو ہماری ناکامی یقینی ہے۔ اس لئے ہماری عقل اس نتیجہ پر پہنچتی ہے کہ کامیابی کے جو وعدے اللہ تعالےٰ نے ہماری جماعت کو دئے ہیں وہ محض ہماری تدبیر کی بناء پر اور محض ہماری کوشش کے نتیجہ میں پورے نہیں ہو سکتے۔ ہمیں اس کے لئے کسی اور چیز کی ضرورت ہے جس کی طرف ہمیں متوجہ ہونا چاہیئے۔ پس

عقل بھی ہمیں یہی بتاتی ہے

کہ تدبیر پر بھروسہ رکھنا ہرگز درست نہیں۔ عقل کے علاوہ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں ہمیں جو تعلیم دی ہے اس میں بھی وہ ہمیں یہی بتاتا ہے کہ فلاح اور کامیابی کے حصول کے لئے محض تدبیر کافی نہیں۔

الٰہی سلسلے دعا کے بغیر کوئی کامیابی حاصل نہیں کر سکتے

چنانچہ اللہ تعالےٰ سورۂ فرقان کے آخر میں فرماتا ہے

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْ
لَا دُعَاؤُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ
فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا ۝

اس آیت میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اے رسول تو کہہ دے کہ میرا رب تمہاری پرواہ ہی کیا کرتا ہے، اگر تمہاری طرف سے دعا نہ ہو لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ۔ لغت میں ہے دَعَاہُ اس نے اس کو پکارا رَغِبَ إِلَيْهِ اس کی طرف رغبت کی۔ استعانہ اس سے مدد چاہی۔ ان معنوں کی رو سے اس حصہ آیت کے یہ معنے ہوں گے کہ جب تک تم اللہ تعالےٰ کو اپنا مطلوب اپنا مقصود اور اپنا محبوب بنا کر اس سے امداد حاصل کرنے کے لئے اور اس کی نصرت چاہنے کے لئے اسے نہیں پکارو گے تو مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي اسے تمہاری کیا پرواہ ہوگی۔ وہ

یَعْبَؤُا کے مفہوم کے مطابق

تم سے سلوک نہیں کرے گا عَبَاءَ يَعْبَؤُا کے لغت میں یہ معنے ہیں کہ

مَا عَبَأْتُ بِهِ أَيْ لَمْ أُبَالِ بِهِ وَ أَصْلُهُ مِنَ الْعِبْءِ أَيِ الثِّقْلِ كَأَنَّهُ قَالَ مَا أَرَى لَهُ وَزْنًا قَالَ تَعَالَى قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ وَ قِيلَ مِنْ عَبَأْتُ الطِّيبَ كَأَنَّهُ قِيلَ مَا يُبْقِيكُمْ لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ وَقِيلَ عَبَّيْتُ الْجَيْشَ وَعَبَأْتُهُ هَيَّأْتُهُ وَعَبِيَّةُ الْجَاهِلِيَّةِ مِمَّا هِيَ مُدَّخَرَةٌ فِي أَنْفُسِهِمْ مِنْ حَمِيَّتِهِمُ الْمَذْكُورَةِ فِي قَوْلِهِ إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ

ان معانی کی رو سے اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے عبا کے مفہوم والا سلوک تم سے کرے گا سوائے اس کے کہ تمہاری دعا اس کے جلوۂ حسن و احسان کو جذب کرے اب

یَعْبَؤُا کے چار معنے ہیں

اوّل یہ کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جب تک تم میرے حضور عاجزی اور انکسار کے ساتھ نہیں جھکو گے اور مجھ سے مدد طلب نہیں کرو گے۔ اور میری

قوتِ کاملہ پر بھروسہ

نہیں کرو گے اور یہ یقین پیدا نہیں کرو گے کہ تم میرے فضل کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اس وقت تک میری نظر میں تمہاری کوئی قدر و منزلت نہیں ہوگی اور تمہارے اعمال میری نظر میں کوئی وزن نہیں رکھیں گے

یَعۡبَؤُا کے دوسرے معنوں کے مطابق اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ جب تک تم دعا سے کام نہیں لوگے تو اللہ تعالیٰ تمہاری بقا کے سامان نہیں کرے گا۔ مَا یُبۡقِیۡکُمۡ لَوۡلَا دُعَآؤُکُمۡ یعنی عاجزانہ دعاؤں کے بغیر تمہارے لئے قیومیّتِ باری کے جلوے ظاہر نہیں ہوں گے۔

تیسرے معنوں کے رُو سے قُلۡ مَا یَعۡبَؤُا بِکُمۡ رَبِّیۡ کی تفسیر ہوگی کہ تمہیں جان لینا چاہیئے کہ تمہاری تیاریاں اس وقت تک تمہیں کامیابی کا منہ نہیں دکھا سکیں گی جب تک کہ

آسمان سے ملائکہ کی فوج

کا نزول نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اگر تم چاہتے ہو کہ میرے اذن اور حکم سے آسمان سے فرشتے اتریں اور تمہاری مدد کریں تو تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم دعا کے ذریعہ میری اس نعمت کو حاصل کرو۔ کیونکہ عَبَّیۡتُ الۡجَیۡشَ کے معنے ہیں ھَیَّأۡتُہٗ یعنی لشکر کو پورے ساز و سامان کے ساتھ تیار کر دیا۔ اور اسے حکم دیا کہ جس مقصد کے لئے اسے تیار کیا گیا ہے۔ اس کے حصول کے لئے باہر نکلے۔

چوتھے حمیّت کے معنوں کی رُو سے اس آیت کا یہ مفہوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے غیرت نہیں رکھے گا اور غیرت نہیں دکھائے گا جب تک کہ تم دعاؤں کے ذریعہ سے اس کی غیرت کو تلاش نہ کرو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے بھی ایک جگہ فرمایا ہے ؎

اب غیروں سے لڑائی کے معنی ہی کیا ہوئے
تم خود ہی غیر بن کے محلِ سزا ہوئے

پس یہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس غیریت کے پردہ کو صرف

دعا ہی چاک کر سکتی ہے

اگر تم دعاؤں کے ذریعہ اور میری محبت کے واسطہ سے میری مدد اور نصرت کے متلاشی ہو گے تو میں ایسے سامان پیدا کر دوں گا کہ ہمارے درمیان کوئی غیریت باقی نہیں رہے گی۔ تب میری غیرت تمہارے لئے جوش میں آئے گی اور تم اپنے مقاصد کو حاصل کر سکو گے۔

غرض اس مختصر سی آیت میں اللہ تعالیٰ نے بڑے وسیع مضامین بیان کئے ہیں جن کا اختصار کے ساتھ میں نے ذکر کیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَقَدۡ کَذَّبۡتُمۡ۔ یعنی تم لوگ دعا کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اور

اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبّیک

کہتے ہوئے اس جماعت میں شامل نہیں ہوتے جو صبح و شام دعاؤں میں مشغول رہنے والی ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اس بات کو جھٹلا رہے ہو کہ دعا کے بغیر خدا تعالیٰ کی نگاہ میں نہ اعمال کا کوئی وزن ہے اور نہ کسی قوم یا کسی انسان کی قدر و منزلت ہے تم اس نمبر۲ بات سے بھی انکاری ہو کہ تمہاری مدد کے لئے خدائے قیوم کے حکم، منشا اور ارادہ کی ضرورت ہے۔ تم اس۳ بات کو بھی جھٹلا رہے ہو کہ انسان کامیابی صرف اسی صورت میں حاصل کر سکتا ہے جب اس کے

مقصد کے حصول کیلئے

آسمان سے ملائکہ کی افواج نازل ہوں۔ اور وہ بنی نوعِ انسان کے دلوں میں ایک پاک تبدیلی پیدا کر دیں۔ تم اس۴ بات کو بھی جھٹلا رہے ہو کہ جب تک تم میں اور خدا تعالیٰ میں غیریت قائم رہے گی خدا تعالیٰ کی مدد نازل نہیں ہوگی۔

فَسَوۡفَ یَکُوۡنُ لِزَامًا۔ چونکہ تم ان صداقتوں کو جھٹلا رہے ہو اس لئے تمہاری اس تکذیب اور انکار کے نتائج تمہارے ساتھ اور تمہاری نسلوں کے ساتھ ثابت اور دائم رہیں گے۔ یعنی تمہیں اور تمہاری نسلوں کو اس کا نتیجہ بھگتنا پڑے گا جب تک کہ تم اپنی اصلاح نہ کر لو۔

لِزَامٌ کے ایک معنے موت کے بھی ہیں۔ ان معنوں کی رُو سے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

کہ چونکہ تم اس بنیادی صداقت کو جھٹلاتے ہو اس لئے یاد رکھو فَسَوۡفَ یَکُوۡنُ لِزَامًا کہ جلد ہی تمہیں ہلاکت اور موت کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ پھر لِزَامٌ کے معنے اَلۡفَصۡلُ فِی الۡقَضِیَّۃِ کے بھی ہیں ان معنوں کی رُو سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دنیا میں اس وقت دو گروہ پیدا ہو گئے ہیں۔ ایک گروہ وہ ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ الٰہی سلسلہ کی طرف منسوب ہونے والا ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا منشا اور ارادہ یہ ہے کہ وہ ساری دنیا پر اسلام کو غالب کرے۔ جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے قرب کے حصول کے لئے اسلام کی تعلیم پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے اور اسلام کی اس تعلیم کو جاننے،

اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل کرنے

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت دلوں میں پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کے مامور پر ایمان لایا جاوے جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اسلام باوجود تدابیر کی کمی کے، باوجود ذرائع اور وسائل کے فقدان کے دنیا پر غالب آئے گا اور اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت کے ماتحت ہی غالب ہوگا

دوسرا گروہ وہ ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ پہلے گروہ کے تمام دعاوی جھوٹے اور غلط ہیں۔ اس گروہ کا ایک حصہ تو یہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا وجود ہی نہیں اور سارے مذاہب ہی جھوٹے ہیں اور مذہب کے نام پر کئے جانے والے جتنے دعاوی ہیں ہم کسی کو بھی ماننے کے لئے تیار نہیں۔ پھر

ایک گروہ اس جماعت کا وہ ہے

جو کہتا ہے کہ خدا ہے اور وہ یہ بھی کہتا ہے کہ خدا دنیا کی اصلاح کے لئے اپنے انبیاء مبعوث فرماتا رہا ہے لیکن وہ یہ نہیں مانتا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور افضل الانبیاء ہیں۔ اور شریعت اور ہدایت آپؐ کے ذریعہ بنی نوع انسان کو دی گئی ہے۔ وہ بنی نوع انسان کی قیامت تک کی تمام الجھنوں کو سلجھانے کے لئے کافی ہے۔ اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ پھر اس گروہ کا ایک حصہ وہ ہے جو اپنی زبان سے تو کہتا ہے کہ اسلام خدا تعالیٰ کا سچا مذہب ہے لیکن اپنی کسی باطنی یا ظاہری غفلت کے نتیجہ میں وہ یہ نہیں سمجھ سکتا یا سمجھ نہیں رہا کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو اس مقصد اور غرض کے لئے کھڑا کیا ہے کہ تمام اکنافِ عالم اور تمام اقوامِ عالم میں اسلام کو پھیلایا جائے۔ حتیٰ کہ تمام ادیانِ باطلہ پر اس کا غلبہ ہو جائے۔ غرض یہ دو گروہ ہیں ان کے درمیان ایک قضیہ (جھگڑا) ہے پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَسَوۡفَ یَکُوۡنُ لِزَامًا

اللہ تعالیٰ یہ فیصلہ کرنے والا ہے

کہ جماعتِ احمدیہ کا موقف ہی صحیح اور درست ہے اور یہ کہ یہ چھوٹی سی کمزور اور حقیر سمجھی جانے والی جماعت اموال نہ ہونے کے باوجود، ذرائع و وسائل مہیا نہ ہونے کے باوجود اور دنیا میں کسی اقتدار اور وجاہت کے نہ ہونے کے باوجود صرف اس لئے کامیاب ہوگی کہ وہ اپنے ربّ کریم کی طرف جھکنے والی ہے۔ اور ہر وقت دعاؤں میں مشغول رہنے والی ہے (انشاء اللہ تعالیٰ) غرض اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَسَوۡفَ یَکُوۡنُ لِزَامًا۔ میرا یہ فیصلہ ہے اور یہ فیصلہ عنقریب ہی وقت آنے پر تمہارے سامنے ظاہر ہو جائیگا اور جب یہ حقیقت ہے کہ اگر دنیا کی ساری دولت بھی ہمارے پاس ہوتی۔ دنیا کے سارے اموال بھی ہمارے پاس ہوتے۔ دنیا کے اقتدار کے بھی ہم مالک ہوتے دنیا کی ساری عزتیں اور وجاہتیں بھی ہمارے قدموں میں ہوتیں تب بھی ہم کسی تدبیر کے نتیجہ میں فلاح اور کامیابی کا منہ نہ دیکھ سکتے تھے جب تک کہ ہم عاجزی اور انکسار کے ساتھ اپنے رب کی طرف جھکنے والے نہ ہوتے۔ اس کو اپنا مطلوب و مقصود اور محبوب نہ بناتے۔ اور اس سے مدد اور نصرت کے طالب نہ ہوتے۔ اور اس بات پر پختہ یقین نہ رکھتے کہ کامیابی محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے احسان کے نتیجہ میں نصیب ہو سکتی ہے ہماری تدابیر اور ہمارے اعمال کے نتیجہ میں نہیں۔ پس جب یہ حقیقت ہے تو

ہمارے لئے یہ ضروری ہے

کہ ہر وقت اور ہر آن اپنے رب کے حضور دعائیں کرتے رہیں کہ اے خدا تو نے ہمیں تدبیر میسّر نہیں کی۔ لیکن تو نے ہمیں گداز دل عطا کئے ہیں۔ ہمیں منکسر مزاج دئے ہیں۔ ہم تیرے حضور جھکتے ہیں تو ہم پر فضل کر۔ تو ہم پر رحمت کی نظر کر۔ اور اس مقصد کے حصول کے سامان جلد پیدا کر دے جس مقصد کیلئے تو نے ہماری جماعت کو قائم کیا ہے تو ہمیں کامیابی عطا فرما اور پھر اے خدا تو ہم پر ایسا فضل کر کہ آسمان سے فرشتوں کی افواج نازل ہوں اور بنی نوعِ انسان کے دلوں پر ان کا تصرف ہو جائے حتیٰ کہ وہ ان دلوں کو تبدیل کر دیں۔ تا تیرا جلال اور کبریائی تیری عظمت اور تیری توحید دلوں میں پیدا ہو جائے اور وہ جو آج تیرے خلاف باغیانہ خیال رکھتے ہیں وہ تیرے مطیع بندے بن جائیں۔

اور اے خدا جیسا کہ تیرا وعدہ ہے غلبۂ اسلام کے دن ہمیں جلد دکھا تا ہم تمام اکنافِ عالم میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ کی صدا سننے لگیں اور تمام بنی نوعِ انسان اپنے محسنِ حقیقی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے لگیں۔ خدا کرے کہ اس کے سامان جلد پیدا ہو جائیں ٭

سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم

قسط اول

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معاہدات

تقریر مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد بر موقعہ جلسہ سالانہ قادیان دسمبر ۱۹۶۹ء

فخر موجودات سرور کائنات خاتم النبیین نبیٔ عربی حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا ہر پہلو انفرادی رنگ میں بھی اس قدر جامع، اس قدر اتم اور اس قدر کامل ترین ہے کہ دنیا میں اس کی نظیر تلاش کرنا محال ہے۔ بلاشبہ آپؐ صفاتِ الٰہیہ کے حقیقی مظہر اور انسانِ کامل تھے۔ اور جو جو خوبیاں علیحدہ علیحدہ طور پر کسی انسان میں یا خداتعالےٰ کے کسی مامور و مرسل میں ہو سکتی تھیں وہ سب آپؐ کی ذاتِ بابرکات میں جمع ہیں۔ کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے ؎

حسنِ یوسف دمِ عیسٰی یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آپ دنیا کے تمام صاحب کمال لوگوں کے سردار تھے اور جن خوبیوں کے آپؐ جامع تھے ان کا عشرِ عشیر بھی کسی اور انسان میں نہیں پایا جاتا ؎

عجب نوریست در جانِ محمدؐ
عجب لعلیست در کانِ محمدؐ
ندانم ہیچ نفسے در دو عالم
کہ دارد شوکت و شانِ محمدؐ

آپؐ کی پاکیزہ زندگی ہر ایک شعبۂ زندگی میں کامل نمونہ تھی۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب ۲۱)

یعنی اس رسول کی زندگی تمہارے لئے ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہی خوب فرمایا ہے :-

"وہ اعلےٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسانِ کامل کو، وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرّد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا غرض وہ کسی چیز ارضی و سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا۔ یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سیّد و مولےٰ سیّد الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔" (آئینہ کمالاتِ اسلام)

چنانچہ اسی مقدس مطہر اور ارفع و اعلیٰ ہستی کی سیرتِ طیبہ کے اس پہلو کو بیان کرنا میرا مقصود ہے کہ آپؐ نے کن حالات میں کون کونسے معاہدات فرمائے اور کس طرح ان معاہدات کو نبھایا۔

اگرچہ ایفائے عہد عرب قوم کی ایک خصوصیت سمجھا جاتا تھا لیکن اس کے باوجود قومی اور انفرادی اغراض کے پیشِ نظر ان معاہدات کو توڑ دینا بھی عام تھا۔ جیسا کہ موجودہ دور میں ہٹلر نے یہ کہا تھا کہ

"معاہدات کیا ہیں کاغذ کے پرزے ہیں۔ جب چاہا پھاڑ کر پھینک دئے"

موجودہ دور میں تو اس قسم کے کئی بھیانک نظارے دیکھے جاتے ہیں کہ معاہدات کی پرواہ نہ کرنے کے نتیجہ میں سفاکانہ قتل و غارت کا وہ بازار گرم کر دیا جاتا ہے کہ وحشت بھی شرمندہ اور محوِ حیرت ہو جاتی ہے۔ لیکن حضرت نبیٔ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلہ میں جو تعلیمات اور عملی نمونے پیش فرمائے ہیں وہ آپؐ کی سیرت کے کمال پر شاہدِ ناطق ہیں۔

آپؐ نے بین الاقوامی تعلقات میں معاہدہ کو سب سے اہم قرار دیتے ہوئے یہ تعلیم پیش فرمائی کہ :-

أَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا (بنی اسرائیل ۴)

یعنی اپنے معاہدات کو پوری دیانتداری کے ساتھ نبھاؤ کیونکہ تمہیں اپنے عہدوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہونا پڑے گا۔

اسی طرح آپؐ نے یہ نظریہ پیش فرمایا کہ:-

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا مَا لَكُمْ مِنْ وَلَايَتِهِمْ مِنْ شَيْءٍ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا وَإِنِ اسْتَنْصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ إِلَّا عَلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ

(سورۃ الانفال - ۱۰)

اس آیتِ شریفہ میں اللہ تعالےٰ نے معاہدہ کی پابندی کا اس قدر تاکیدی حکم دیا ہے کہ اگر کسی مسلمان قوم کا کسی غیر مسلم قوم کے ساتھ معاہدہ ہوا ور پھر کوئی دوسری مسلمان قوم اس غیر مسلم قوم کے خلاف ان معاہدہ کرنے والے مسلمانوں کو اپنی مدد کے لئے بلا دے تو باوجود ہم عقیدہ ہونے کے اسے چاہیئے کہ ہرگز اس کی مدد نہ کرے۔ بلکہ بہرحال اپنے عہد پر قائم رہے

آپؐ نے اسی سلسلہ میں خداتعالےٰ کا یہ حکم بھی جاری فرمایا کہ "جو مسلمان کسی معاہد کافر کو یونہی غلطی سے بلا ارادہ قتل کر دے تو اس کا فرض ہوگا کہ مقتول کے رشتہ داروں کو اس کی پوری پوری دیت ادا کرنے کے علاوہ ایک غلام آزاد کرے"

(سورۃ النساء آیت ۹۳)

حضرت نبیٔ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے معاہدات کی پابندی کے سلسلہ میں یہ اصول بھی پیش فرمایا کہ :- وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ ۚ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ (الانفال - ۵۹)

یعنی اگر معاہد قوم سے کسی شرارت یا عہد توڑنے کا خطرہ ہو تو باوجود اس کی شرارت اور نقضِ عہد کے اس پر اچانک حملہ نہ کرو۔ بلکہ پہلے اس کو نوٹس دو کہ ہم معاہدہ ختم کرتے ہیں بوجہ اس کے کہ تمہاری طرف سے معاہدہ کی فلاں معاملہ میں خلاف ورزی ہوئی ہے۔ اعلان کرنے کے بعد بھی اگر وہ اپنی شرارت سے باز نہ آئے (مثلاً دشمن کو مدد دینا وغیرہ) تو پھر کوئی معاہدہ نہیں۔

اس سلسلہ میں حضرت نبیٔ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے ہیں کہ :-

مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ

(بخاری کتاب الجہاد صـــ ۱۳۲)

یعنی جو مسلمان کسی ایسے غیر مسلم کے قتل کا مرتکب ہوگا جو کسی (لفظی یا عملی) معاہدہ کے نتیجہ میں اسلامی حکومت میں داخل ہو چکا ہے وہ (علاوہ اس دنیا کی سزا کے) قیامت میں جنت کی ہوا سے محروم رہے گا۔"

اسی طرح آپؐ نے فرمایا :-

مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا أَوِ انْتَقَصَهُ أَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ أَوْ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيبِ نَفْسِهِ فَأَنَا حَجِيجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(ابوداؤد بحوالہ مشکوٰۃ باب الصلح)

یعنی جو مسلمان کسی ایسے غیر مسلم پر جس کے ساتھ اسلامی حکومت کا معاہدہ ہے کوئی ظلم کرے گا یا اسے کسی قسم کا نقصان پہنچائے گا یا اس پر کوئی ایسی ذمہ داری یا ایسا کام ڈالے گا جو اس کی طاقت سے باہر ہے یا اس سے کوئی چیز بغیر اس کی دلی خوشی اور رضامندی کے لے گا تو اے مسلمانو! سن لو کہ میں قیامت کے دن اس غیر مسلم کی طرف سے ہو کر اس مسلمان کے خلاف خدا سے انصاف چاہوں گا۔

حضرت نبیٔ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے یہ زرّیں اصول و نظریات اور ارشادات آپؐ کی سیرتِ مبارکہ کے اس پہلو کے صحیح آئینہ دار ہیں کہ پابندیٔ عہد کا آپؐ کو کس قدر پاس تھا کہ اس خلق کے قائم کرنے میں آپؐ نے اپنوں اور بیگانوں۔ دوستوں اور دشمنوں کسی میں بھی امتیاز نہیں رکھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ دشمن بھی آپؐ سے معاہدہ کر لینے کے بعد مطمئن ہو جایا کرتے تھے، کہ آپ کسی صورت میں بھی اپنے عہد کو نہیں توڑیں گے۔ اور یہ چیز صرف اصول اور نظریات ہی میں محدود نہ تھی بلکہ اپنی زندگی کے ہر دور میں خواہ وہ قبلِ نبوت کا ہو یا نبوت کے بعد کا۔ بیکسی و بے سروسامان ہونے کا ہو یا با اختیار بادشاہ ہونے کا ہر حالت میں عملاً آپؐ نے اپنا ہر عہد نبھایا اور کبھی کسی کو نقضِ عہد کا شکوہ کرنے کا کسی رنگ میں بھی موقع نہیں دیا۔

عبداللہ بن ابی حسماء سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپؐ کے مبعوث ہونے سے پہلے میں نے ایک معاملہ کیا تھا۔ اور ادائیگی میں کچھ بقایا رہ گیا تھا۔ میں نے آپؐ سے وعدہ کیا کہ میں آپ کو اسی جگہ پہنچا دیتا ہوں لیکن گھر آ کر میں اس بات کو بھول گیا اور تین دن کے بعد مجھے یاد آیا۔ اس جگہ آیا تو حضور علیہ السلام ابھی تک اسی جگہ تشریف فرما تھے۔ باوجود اس قدر تکلیف کے آپؐ نے صرف اتنا فرمایا :-

"اے جوان! تم نے مجھے تکلیف دی۔ میں یہاں تین دن سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔"

(ابوداؤد بحوالہ مشکوٰۃ صـــ ۴۱۶)

بظاہر یہ ایک معمولی سا واقعہ ہے لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خلق ایفائے عہد کے کمال پر دلالت کرتا ہے کہ آپؐ نے اپنے نفس پر تکلیف کو گوارا کر لیا۔ لیکن یہ نہ گوارا فرمایا کہ آپؐ اپنی طرف سے عہد توڑنے والے بنیں۔ اور دوسرے شخص کو تکلیف محسوس ہو۔

معاہدۂ حلف الفضول

حضرت نبیٔ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی طبیعت میں بچپن ہی سے صلح جوئی رہی ہے اور آپؐ نے ہمیشہ فتنہ فساد اور لڑائی جھگڑوں

کو دور کرانے میں نمایاں حصہ لیا ہے۔ جب مکہ کے گرد و نواح کے قبائل کی لڑائیوں، بدامنی اور ظلم و ستم سے تنگ آکر مکہ کے کچھ نوجوانوں نے مظلوموں کی امداد کے لئے ایک انجمن قائم کی تو آپؐ بڑے شوق سے اس انجمن کے رکن بن گئے۔ اس انجمن کے ممبروں نے ان الفاظ میں قسمیں کھائیں کہ :-

"وہ مظلوموں کی مدد کریں گے اور ان کے حق ان کو لے کر دیں گے جب تک کہ سمندر میں ایک قطرہ پانی کا موجود ہے۔ اور اگر وہ ایسا نہیں کر سکیں گے تو وہ خود اپنے پاس سے مظلوم کا حق ادا کر دیں گے۔"

(ابن ہشام جلد ۱ صفحہ ۱۳۶)

آپؐ کا یہ معاہدہ اگرچہ نبوت سے پہلے کا ہے لیکن زمانۂ نبوت میں بھی آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ اگر آج بھی کوئی اس معاہدہ کے نام سے مجھے بلائے اور مدد طلب کرے تو میں اس کی مدد کروں گا اور حقیقت یہی ہے کہ اس معاہدہ پر سب سے زیادہ عمل کرنے کا موقع آپؐ کے سوا اور کسی کو نہیں ملا۔ اس کے ثبوت میں مَیں صرف ایک واقعہ پیش کرتا ہوں۔ جب آپؐ نے دعویٰ نبوت فرمایا تو سب سے زیادہ مکہ کے سردار ابوجہل نے آپؐ کی مخالفت میں حصہ لیا۔ گویا وہ آپؐ کا بدترین دشمن تھا۔ ایسے وقت میں ایک شخص جس نے ابوجہل سے کچھ قرض وصول کرنا تھا مکہ میں آیا اور ابوجہل سے اپنے قرض کا مطالبہ کیا۔ ابوجہل نے قرضہ ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس شخص نے مکہ کے بعض لوگوں سے شکایت کی تو ان کی بھی ہمت نہ ہوئی کہ وہ ابوجہل سے اس کا قرض واپس دلا سکیں البتہ انہوں نے شرارتاً محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پتہ بتایا اور کہا ان کے پاس جاؤ وہ تمہاری مدد کریں گے۔ اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ یا تو آنحضرت صلعم اس دشمن کے پاس جانے سے انکار کر دیں گے اور اس طرح معاہدہ کی قسم کو توڑ کر نعوذ باللہ عربوں میں ذلیل ہو جائیں گے اور یا پھر مدد کے لئے جائیں گے تو بھی ابوجہل آپؐ کو ذلیل کر کے گھر سے نکال دے گا اور استہزاء کا ایک موقع ہاتھ آ جائے گا۔

جب وہ شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور اس نے ابوجہل کی شکایت کی تو آپ بلا تامل اُٹھ کر اس کے ساتھ چل دئے اور ابوجہل کے دروازہ پر جا کر دستک دی۔ ابوجہل گھر سے باہر نکلا اور دیکھا کہ اس کا قرضخواہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دروازہ پر کھڑا ہے۔ آپؐ نے اسے توجہ دلائی کہ تم نے اس شخص کا حق دینا ہے اس کو ادا کر دو۔ اور ابوجہل نے بلا چون و چرا اس کا حق اسے ادا کر دیا جب مکہ کے رؤساء نے ابوجہل کو ملامت کی تو اس نے کہا خدا کی قسم اگر تم میری جگہ ہوتے تو تم بھی یہی کرتے۔ مَیں نے دیکھا کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے دائیں بائیں مست اونٹ کھڑے ہیں جو میری گردن مروڑ کر مجھے ہلاک کرنا چاہتے ہیں

(ابن ہشام جلد ۱ صفحہ ۱۳۶)

حضرات! غور فرمائیے! سارے مکہ کا مطعون اور مقہور انسان ایک مظلوم کی حمایت کے جوش میں کس طرح اکیلا بغیر کسی ظاہری مدد کے اپنے معاہدہ کو نبھاتے ہوئے اپنے بدترین دشمن کے دروازہ پر جا کر دستک دیتا ہے اور حقدار کو اس کا حق ادا کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ اور دوسری طرف حق و صداقت کا رُعب اس قدر ہے کہ اس بدترین دشمن کو بھی سر جھکانے پر مجبور کر دیتا ہے۔ سچ ہے

ناتواناں را برحمت دستگیر
خستہ جاناں را بہ شفقت غمخورے

معاہدۂ عقبہ ثانیہ

سامعین کرام! اسلام کے ابتدائی ایام میں مسلمانوں کو جو تکالیف برداشت کرنی پڑیں ان کا تصور آج بھی روح فرسا اور رونگٹے کھڑے کر دینے والا ہے۔ مصائب و شدائد کے انہی ایام میں ۱۳ سنہ نبوی ماہ ذوالحجہ میں مصعب بن عمیرؓ کی زیرِ سرکردگی ۷۲ مرد و زن کا قافلہ مدینہ سے مکہ آیا۔ اس قافلہ کی ایک غرض یہ بھی تھی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مدینہ تشریف لے آنے کی درخواست کی جائے۔ آنحضرت صلعم اس وفد سے ملنے کے لئے رات کے وقت اپنے چچا حضرت عباسؓ کے ساتھ وادئ عقبہ میں پہنچے۔ جب مدینہ کے ان سرفروشوں نے آپؐ کو ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے آنے کی درخواست کی تو حضرت عباسؓ نے ایک برمحل اور ضروری تقریر کرتے ہوئے کہا :-

"مدینہ والو! محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اپنے خاندان میں ہے۔ اس کا خاندان اس کی حفاظت کرتا ہے تم اس کو اپنے یہاں لے جانا چاہتے ہو یہ یاد رکھو کہ تم کو اس کی حفاظت کرنا پڑے گی۔ اس کی حفاظت کوئی آسان کام نہیں۔ اگر تم عظیم الشان اور خونریز لڑائیوں کے لئے تیار ہو تو بہتر ہے ورنہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لے جانے کا نام نہ لو۔"

حضرت عباسؓ کی اس تقریر کے بعد براء ابن معرورؓ نے کہا کہ عباس! ہم نے تمہاری بات سن لی ہے ہم چاہتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم خود بھی اس معاملہ میں اپنی زبانِ مبارک سے کچھ فرمائیں۔ چنانچہ حضورؐ نے تقریر فرمائی جس میں حقوق اللہ، حقوق العباد اور ان ذمہ داریوں کا ذکر تھا جو آپؐ کے مدینہ پہنچنے پر اہل مدینہ پر عاید ہوتی تھیں ـــــ یہ تقریر سن کر حضرت براء نے کہا "یا رسول اللہ! ہم لوگ تلواروں کی گود میں پلے ہیں۔" وہ اسی قدر کہنے پائے تھے کہ ابوالہیثم نے بات کاٹ کر کہا کہ ایسا تو نہ ہوگا کہ جب آپ کو قوت و اقتدار حاصل ہو جائے تو آپ ہم کو چھوڑ کر اپنے وطن چلے جائیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا "نہیں تمہارا خون میرا خون ہے تم میرے ہو اور میں تمہارا ہوں"

(سیرت النبیؐ مصنفہ شبلی نعمانی حصہ اول صفحہ ۲۴۶)

غور کیجئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انصارِ مدینہ کے ساتھ کئے گئے اس معاہدہ کو کس عمدگی سے نبھایا کہ آپؐ کو اپنا وطنِ عزیز مکہ، ہاں وہی مکہ جس سے ہجرت کرتے ہوئے آپؐ نے بڑے درد اور اضطراب سے یہ فرمایا تھا کہ اے مکہ کی سرزمین تو مجھے بہت پیاری ہے۔ میں تو تجھے چھوڑنا نہیں چاہتا لیکن کیا کروں تیرے باشندے مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے" جب وہی مکہ آپؐ کو واپس مل گیا اور آپؐ کو شاہانہ اختیار و اقتدار اس بستی میں حاصل ہو گیا تو آپؐ نے اپنے اس عہد کی خاطر اپنے اپنے محبوب وطن کو چھوڑ دیا۔ حسرت و مایوسی سے نہیں۔ رنجیدہ خاطر ہو کر نہیں بلکہ پوری بشاشت اور خاطر جمعی سے اپنا وطن ترک کیا اور اپنا یہ قول سچ کر دکھایا کہ

"تمہارا خون میرا خون ہے تم میرے ہو اور میں تمہارا ہوں"

اور آج مدینہ منورہ میں گنبدِ خضراء حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ایفائے عہد کا درخشندہ ثبوت ہے کہ آپؐ نے اپنے آخری سانس تک اپنے عہد کو نبھایا ؎

جانِ خود دادن پے خلقِ خدا در فطرتش
جاں نثارِ خستہ جاناں بیدلاں را غمگسار

سراقہ بن جعشم کے لئے پروانۂ امن

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مشرکینِ مکہ کی ایذا رسانیوں سے تنگ آکر خدائی حکم کے ماتحت مدینہ کی طرف ہجرت فرما رہے تھے تو قریش نے آپؐ کی گرفتاری کے لئے سو اونٹ کا انعام مقرر کیا تھا۔ ایک بدوی رئیس سراقہ بن جعشم نے سنا تو انعام کے لالچ میں آپؐ کا تعاقب کیا اور مدینہ کی سڑک پر آپ کو جا لیا لیکن گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ گر پڑا حسب دستور فال نکالی تو فال بُری نکلی۔ مگر دوبارہ تعاقب کیا اور پھر گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ نے دوبارہ فال لی تو فال پھر خراب نکلی۔ اس مکرر تجربہ نے اس کی ہمت پست کر دی اور اسے یقین ہو گیا کہ یہ کچھ اور آثار ہیں۔ آنحضرت کے پاس آکر اس نے قریش کے اشتہار اور اپنے ارادہ کا ذکر کر کے کہا کہ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آپ ضرور ایک دن کامیاب ہوں گے جب آپ کو غلبہ حاصل ہوگا اس وقت کے لئے مجھے کوئی امن کا پروانہ لکھ دیں۔ حضورؐ نے ایک پروانۂ امن انہیں لکھوا کر دیا جب سراقہ لوٹنے لگا تو آنحضرت صلعم پر اللہ تعالیٰ نے سراقہ کے آئندہ حالات غیب سے ظاہر فرمائے اور آپؐ نے فرمایا سراقہ! اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تیرے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن ہوں گے۔ سراقہ نے حیران ہو کر پوچھا کسریٰ بن ہرمز شہنشاہِ ایران کے؟ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں۔

حضرات کتنا پُرلطف واقعہ ہے یہ! کہ ایک شخص آپؐ کو گرفتار کرنے آتا ہے۔ وہ صرف اکیلا ہی نہیں بلکہ آواز دے کر اپنی قوم کو بھی بُلا سکتا ہے۔ کیونکہ آپ اسی کے علاقہ سے گزر رہے تھے لیکن وہ آثار ایسے دیکھتا ہے کہ مرعوب ہو کر خود امن کے پروانہ کا طالب ہوتا ہے۔ حضور نے نہ صرف امن کا پروانہ دے دیا بلکہ آئندہ اس کو ملنے والی نعمتوں سے بھی خبردار کر دیا۔ ایک طرف تو آپؐ نے فتح مکہ کے بعد اپنا یہ معاہدہ اس عمدگی سے نبھایا کہ سراقہ کو ہر طرح امن میسّر رہا۔ حتیٰ کہ بعد میں وہ اخلاقِ نبوی کا گرویدہ ہو کر حلقہ بگوشِ اسلام ہو گیا۔ اور دوسری طرف کوئی سولہ سترہ سال کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانہ میں جب کسریٰ کا دارالامارۃ اسلامی فوجوں کے قبضہ میں آیا تو حضورؐ کی یہ پیشگوئی لفظ بلفظ پوری ہوئی جب حضرت عمرؓ نے سراقہ کو وہ کنگن پہنائے جو کسریٰ ایرانی دستور کے مطابق تخت پر بیٹھتے وقت پہنا کرتا تھا۔ سراقہ نے عرض کی کہ اے خلیفۂ رسول اللہ! سونا پہننا تو مردوں کے لئے حرام ہے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا ہاں منع ہے لیکن ان موقعوں کے لئے نہیں!

الغرض حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی جو دراصل سراقہ کے لئے انعام و اکرام کا معاہدہ تھی آپؐ کی وفات کے بعد پوری ہوئی اور اس نے یہ ثابت کر دیا کہ آنحضرت صلعم کے معاہدات آپؐ کی زندگی میں ہی نہیں بلکہ وفات کے بعد بھی پورے ہوتے رہے۔ اور حقیقتاً یہ خدا تعالیٰ کا ایک بہت بڑا فضل ہے۔

باقی آئندہ

درخواستِ دعا: مکرم ایم اے حفیظ صاحب اورنگ آباد نے امتحان میں کامیابی کی خوشی میں ۵ روپے اعانتِ بدر کیلئے بھجوائے ہیں جزاہ اللہ۔ اللہ تعالےٰ انہیں آئندہ مزید کامیابیاں بخشے

درخواست دعا۔ مکرم سی ایچ پردیسی صاحب ڈیری اربوٹ (راجوری) کوشش کرکے اخبار بدر کے خریدار بناتے ہیں احباب دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے اور زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق بخشے۔

تقریر جلسہ سالانہ

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی انذاری و تبشیری پیشگوئیاں

از مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری فاضل ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان

قسط نمبر ۳

۳

مرکزِ سلسلہ قادیان کے بارہ میں تبشیری پیشگوئیاں

اب میں اس تبشیری پیشگوئی کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جس کا کچھ حصہ پورا ہو چکا مگر بڑا حصہ پورا ہونے والا ہے۔

سنہ ۱۹۰۱ء کے حالات کا تذکرہ کرتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ نے فرمایا:۔

(الف) جب قادیان کی زندگی احمدیوں کیلئے اس قدر تکلیف دہ تھی کہ مسجد میں خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے آنے سے روکا جاتا تھا۔ راستے میں کیلے گاڑے جاتے تا کہ گزرنے والے گریں اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بتایا مجھے دکھایا گیا ہے کہ یہ علاقہ اس قدر آباد ہوگا کہ دریائے بیاس تک آبادی پہنچ جائے گی۔

(تذکرہ ۷۷۹)

(ب) اسی طرح حضور نے فرمایا مجھے یاد ہے اس میدان سے جاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا ایک رؤیا سنایا تھا کہ قادیان بیاس تک پھیلا ہوا ہے۔ اور مشرق کی طرف بھی بہت دور تک اس کی آبادی چلی گئی ہے۔ اس وقت یہاں صرف آٹھ دس گھر احمدیوں کے تھے اور وہ بھی بہت تنگدست۔ باقی سب بطور مہمان آتے تھے

(تذکرہ ۷۷۹)

اس کے بعد قادیان کے عروج کے بارے میں ایک ایسی زبردست پیشگوئی بھی سُن لیں جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی نے اس طرح بیان کیا۔ حضرت پیر صاحب سنہ ۱۹۰۲ء میں اپنے ایک مضمون مطبوعہ اخبار الحکم میں لکھتے ہیں:۔

"حضرت اقدس ایک روز فرماتے تھے ہم نے کشف میں دیکھا کہ قادیان ایک بڑا عظیم الشان شہر بن گیا۔ اور انتہائی نظر سے بھی پرے تک بازار نکل گئے اونچی اونچی دو منزلی یا چو منزلی یا اس سے بھی زیادہ اونچے اونچے چبوتروں والی دوکانیں عمدہ صورت کی بنی ہوئی ہیں اور موٹے موٹے سیٹھ بڑے بڑے پیٹ والے جن سے بازار کی رونق ہوتی ہے بیٹھے ہیں اور ان کے آگے جواہرات اور لعل اور موتیوں اور ہیروں، روپوں اور اشرفیوں کے ڈھیر لگ رہے ہیں اور قسم قسم کی دوکانیں خوبصورت اسباب سے جگمگا رہی ہیں۔ یکّے، بگھیاں، ٹم ٹم فٹن پالکیاں، گھوڑے، شکریں، پیدل اس قدر بازار میں آتے جاتے ہیں کہ مونڈھے سے مونڈھا کھڑ کر چلتا ہے اور راستہ بمشکل ملتا ہے"

(تذکرہ صفحہ ۴۳۳)

یہ وہ عظیم الشان خبر ہے جو آئندہ زمانہ میں قادیان کے بارہ میں پوری ہونے والی ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ وہ خدا جس کی بتائی ہوئی بعض باتیں اس قادیان کے بارہ میں پوری ہو چکی ہیں یہ بھی ضرور پوری ہوں گی اور اہل قادیان کے لئے خوشی اور مسرت اور آنکھوں کی ٹھنڈک کا موجب بنیں گی۔

انذاری پیشگوئیاں

مقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو سنہ ۱۸۸۲ء میں الہام ہوا

"دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا"

(تذکرہ صفحہ ۱۰۱)

اس الہام الٰہی میں حضورؑ کو نذیر یعنی متنبہ اور ہوشیار کرنے والے کی پوزیشن میں پیش کر کے بتا دیا گیا ہے کہ مخالفین اگر انذار سے بھی فائدہ نہ اٹھائیں گے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے ان پر زور آور حملے ہوں گے جو اس بات کی علامت ہوں گے کہ آپؑ خدا کی طرف سے بھیجے گئے ہیں اور جو کوئی ایلچی کی قدر نہیں کرتا اسے اپنے کئے کا خمیازہ بھگتنے کے لئے تیار رہنا چاہئے

دنیا میں مختلف طبائع کے لوگ ہیں بعض محبت اور نرمی سے بات کو سنتے ہیں اور اس پر توجہ کرتے ہیں لیکن بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو ڈانٹ ڈپٹ سے کسی قدر جھنجھوڑے نہ جائیں اس وقت تک ان کا دماغ حق کی طرف متوجہ نہیں ہوتا اس لئے خدا کے فرستادوں کو جو نشانات صداقت دئے جاتے ہیں ان کا ایک حصہ انذار کا رنگ بھی رکھتا ہے تا ایسی سخت طبائع کو انذار سے حق و صداقت کی طرف متوجہ کیا جائے۔ چونکہ خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نذیر یعنی ہوشیار کرنے والا بھی بنا کر بھیجا ہے اس لئے اب ہم مقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی انذاری پیشگوئیوں میں سے چند ایک پر غور کرتے ہیں۔ اس سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہوگا کہ جب دنیا نے نذیر کے انذار اور تنبیہ سے فائدہ نہ اٹھایا تو اس کا کیا پھل پایا۔ کس طرح ہولناک عذابوں اور طرح طرح کی تباہیوں اور بربادیوں کا نشانہ بنی اور بن رہی ہے اس کا سلسلہ ابھی ختم نہیں ہوا ہے۔ دراصل یہی وہ زبردست نشان ہے جس کے بارے میں اس زمانہ کے مامور من اللہ کو سنہ ۱۹۰۱ء میں الہاماً بتایا گیا تھا کہ:۔

"زبردست نشانوں کے ساتھ ترقی ہوگی"

(تذکرہ صفحہ ۱۷۱)

۱۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے عمومی رنگ کے عذابوں کے متعلق ۲ر مارچ سنہ ۱۹۰۰ء کو حضورؑ کو الہاماً بتایا گیا کہ

"اَلْاَمْرَاضُ تُشَاعُ وَالنُّفُوْسُ تُضَاعُ"

(تذکرہ صفحہ ۳۵۶)

یعنی بیماریاں پھیلیں گی اور جانیں ضائع ہوں گی۔ اس الہامی پیشگوئی کے مطابق ملک میں وبا، ہیضہ وغیرہ جس شدت کے ساتھ پھیلے ہیں اور جس قدر جانیں ان کی نذر ہوئی ہیں وہ کوئی مخفی امر نہیں۔ یہ الہام ایسے وقت میں ہوا تھا کہ ابھی ہیضہ وغیرہ امراض کا پنجاب میں نام و نشان نہ تھا۔ گویا ایک عمومی جھنجھوڑا تھا جو اس ملک کے لوگوں کو خدا کے فرستادے کی بات پر توجہ کرنے کے لئے دیا گیا تھا اور دنیا کو متنبہ کیا گیا کہ اپنی روحانی اصلاح کی کوشش کرو مگر دنیا اپنی عادت کے مطابق اپنی ڈگر کو چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہوئی۔

۲۔ دوسرے نمبر پر میں اس انذاری پیشگوئی کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو تمام اقوامِ ہند کے لئے محنت ہوئی۔ اور وہ طاعون کی پیشگوئی ہے ایسی پیشگوئی ہے جس کی خبر خود بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی دی تھی۔ اور بتایا تھا کہ یہ بیماری مسیح موعود کے وقت میں پھوٹے گی۔ چنانچہ جب سنہ ۱۸۹۴ء میں رمضان کی مقررہ تاریخوں میں سورج اور چاند گرہن ہوا تو اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتایا گیا کہ اگر ان لوگوں نے اس نشان سے فائدہ نہ اٹھایا اور مجھے قبول نہ کیا تو ان پر ایک عام عذاب نازل ہوگا۔ چنانچہ آپ اپنے ایک عربی قصیدے میں جو سنہ ۱۸۹۴ء میں چھپا ہے فرماتے ہیں ؎

فَلَمَّا طَغَی الْفِسْقُ الْمُبِیْدُ بِسَیْلِہٖ
تَمَنَّیْتُ لَوْ کَانَ الْوَبَاءُ الْمُتَبِّرُ
فَاِنَّ ھَلَاکَ النَّاسِ عِنْدَ اُولِی النُّھٰی
اَحَبُّ وَ اَوْلٰی مِنْ ضَلَالٍ یُّخَسِّرُ

جب دنیا کی روحانی حالت کو تباہ کر دینے والا فسق و فجور ایک طوفان کی طرح بڑھ گیا تو میں نے خدا سے چاہا کہ کاش ایک وبا پڑے جو لوگوں کو ہلاک کر دے کیونکہ عقلمندوں کے نزدیک لوگوں کا مر جانا اس سے زیادہ پسندیدہ اور مناسب ہے بمقابلہ اس کے کہ وہ تباہ کر دینے والی گمراہی میں مبتلا ہو جائیں

اس کے بعد سنہ ۱۸۹۷ء میں آپؑ نے اپنی کتاب "سراج منیر" میں لکھا:۔

"اس عاجز کو الہام ہوا ہے کہ یا مسیح الخلق عدوانا۔ یعنی اے خلقت کے لئے مسیح ہماری متعدی بیماریوں کے لئے توجہ کر"

یہ وہ وقت تھا جب کہ طاعون صرف بمبئی میں پڑی تھی اور ایک سال رہ کر ختم ہو چکی تھی۔ اور لوگ خوش تھے کہ ڈاکٹروں نے اس کو پھیلنے سے روک دیا ہے مگر خدا تعالیٰ کی طرف سے اطلاعیں اس کے برخلاف کہہ رہی تھیں۔ پنجاب میں سوائے ایک دو گاؤں کے باقی سب علاقہ محفوظ تھا۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اعلان کیا اور بتایا کہ:۔

"ایک ضروری امر ہے جس کے لکھنے پر میرے جوشِ ہمدردی نے مجھے آمادہ کیا ہے اور میں خوب جانتا ہوں کہ جو لوگ روحانیت سے بے بہرہ ہیں اس کو ہنسی اور ٹھٹھے سے دیکھیں گے مگر میرا فرض ہے کہ میں اس کو نوعِ انسان کی ہمدردی کے لئے ظاہر کروں اور وہ یہ ہے کہ آج جو ۶ر فروری سنہ ۱۸۹۸ء روز یکشنبہ ہے میں نے خواب میں دیکھا کہ خدا تعالیٰ کے ملائک پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں۔ اور وہ درخت نہایت بدشکل اور سیاہ رنگ اور خوفناک اور چھوٹے قد کے ہیں میں نے بعض لگانے والوں سے پوچھا کہ یہ کیسے درخت ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ طاعون کے درخت ہیں جو عنقریب ملک میں پھیلنے والی ہے"

اس کے بعد جو کچھ ہوا الفاظ اسے ادا نہیں کر سکتے۔ طاعون کی ابتداء اگرچہ بمبئی سے ہوئی تھی اور قیاس چاہتا تھا کہ وہیں

اس کا دورہ سخت ہونا چاہیئے تھا وہ تو پیچھے رہ گیا پنجاب میں طاعون نے اپنا ڈیرہ جما لیا۔ اور اس سختی سے حملہ کیا کہ بعض دفعہ ایک ایک ہفتہ میں تیس تیس ہزار آدمیوں کی موت ہوئی اور ایک ایک سال میں کئی کئی لاکھ آدمی مر گئے سینکڑوں ڈاکٹر مقرر کئے گئے اور بیسیوں قسم کے علاج نکالے گئے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا ہر سال طاعون مزید شدت اور سختی کے ساتھ حملہ آور ہوئی اور گورنمنٹ منہ دیکھتی کی دیکھتی رہ گئی۔ اور بہت سے لوگوں کے دلوں نے محسوس کیا کہ یہ عذاب مسیح موعود کے انکار کی وجہ سے ہے اور ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں آدمیوں نے اس قہری نشان کو دیکھ کر صداقت کو قبول کیا اور اللہ تعالیٰ کے مامور پر ایمان لائے اور اس وقت تک طاعون کے زور میں کمی نہ ہوئی جب تک اللہ تعالیٰ نے اپنے مامور کو نہ بتایا کہ

"طاعون چلی گئی۔ بخار رہ گیا"

یہ ایسی واضح انذاری پیشگوئی تھی جس کی صداقت روز روشن کی طرح ظاہر ہوئی

زلازل اور خوفناک جنگوں کی نسبت پیشگوئیاں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تصنیف کردہ ایک چھوٹا سا رسالہ ہے جس کا نام ہے "تجلیاتِ الٰہیہ" جسے آپ نے ۱۹۰۶ء میں تصنیف فرمایا۔ اس میں حضور نے اپنی صداقت کے لئے نشان کے طور پر آنے والے زلازل کا ذکر فرمایا ہے اور خاص طور پر آئندہ زمانے میں پانچ زلزلوں کے آنے کی نسبت خدا تعالیٰ کی پیشگوئی

"چمک دکھلاؤں گا تم کو اس نشاں کی پنج بار"

کی وضاحت بھی فرمائی ہے۔ اس رسالہ کے کچھ اقتباسات ملاحظہ ہوں۔ حضور اس الہام الٰہی "چمک دکھلاؤں گا تم کو اس نشاں کی پنج بار" کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں

"اس وحی الٰہی کا یہ مطلب ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ محض اس عاجز کی سچائی پر گواہی دینے کے لئے اور محض اس غرض سے کہ تا لوگ سمجھ لیں کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ پانچ ہولناک زلزلے ایک دوسرے کے بعد کچھ کچھ فاصلہ سے آئیں گے تا وہ میری سچائی کی گواہی دیں اور ہر ایک ان میں سے ایک ایسی چمک ہوگی کہ اس کے دیکھنے سے خدا یاد آجائے گا اور دلوں پر ان کا ایک خوفناک اثر پڑے گا۔ اور وہ اپنی قوت اور شدت اور نقصان رسانی میں غیر معمولی ہوں گے جن کے دیکھنے سے انسانوں کے ہوش جاتے رہیں گے۔ یہ سب کچھ خدا کی غیرت کرے گی کیونکہ لوگوں نے وقت کو شناخت نہیں کیا اور خدا فرماتا ہے کہ میں پوشیدہ تھا مگر اب میں اپنے تئیں ظاہر کروں گا اور میں اپنی چمکار دکھاؤں گا اور اپنے بندوں کو رہائی دوں گا اسی طرح جس طرح فرعون کے ہاتھ سے موسیٰ نبی اور اس کی جماعت کو رہائی دی گئی اور یہ معجزات اسی طرح ظاہر ہوں گے جس طرح موسیٰ نے فرعون کے سامنے دکھلائے اور خدا فرماتا ہے کہ میں صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلاؤں گا۔ اور میں اسے مدد دوں گا جو میری طرف سے ہے اور میں اس کا مخالف ہو جاؤں گا جو اس کا مخالف ہے۔۔۔!!

سو اے سننے والو تم سب یاد رکھو کہ اگر یہ پیشگوئیاں صرف معمولی طور پر ظہور میں آئیں تو تم سمجھ لو کہ میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔ لیکن ان پیشگوئیوں نے اپنے پورے ہونے کے وقت دنیا میں ایک تہلکہ برپا کر دیا اور شدت گھبراہٹ سے دیوانہ سا بنا دیا اور اکثر مقامات میں عمارتوں اور جانوں کو نقصان پہنچایا تو تم اس خدا سے ڈرو جس نے میرے لئے یہ سب کچھ کر دکھایا۔ وہ خدا جس کے قبضہ میں ذرہ ذرہ ہے اس سے انسان کہاں بھاگ سکتا ہے"

(تجلیاتِ الٰہیہ)

جنگِ عظیم کی نسبت انذاری پیشگوئی

ان پانچ شدید تباہیوں کے آنے کی جو خبر دی گئی ہے ان میں ایک تباہی تو پہلی جنگِ عظیم کی صورت میں پوری ہوئی۔ چنانچہ اس پیشگوئی اور اس کے نتیجہ میں آنے والی تباہی کا ایک جامع نقشہ مقدس بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنی ایک نظم کے اندر بیان فرمایا ہے۔ اپنی ایک کتاب براہینِ احمدیہ حصہ پنجم میں فرمایا:-

اک نشاں ہے آنے والا آج سے کچھ دن کے بعد[1]
جس سے گردش کھائیں گے دیہات و شہر و مرغزار
آئے گا قہرِ خدا سے خلق پر اک انقلاب
اک برہنہ سے نہ یہ ہوگا کہ تا باندھے ازار
یک بیک اک زلزلہ سے سخت جنبش کھائیں گے
کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار
اک جھپک میں یہ زمیں ہو جائے گی زیر و زبر
نالیاں خوں کی چلیں گی جیسے آبِ رودبار
رات جو رکھتے تھے پوشاکیں برنگِ یاسمن
صبح کر دے گی انہیں مثلِ درختانِ چنار
ہوش اڑ جائیں گے انساں کے پرندوں کے حواس
بھولیں گے نغموں کو اپنے سب کبوتر اور ہزار
ہر مسافر پر وہ ساعت سخت ہے اور وہ گھڑی
راہ کو بھولیں گے ہو کر مست و بے خود راہوار
خون سے مردوں کے کوہستان کے آبِ رواں
سرخ ہو جائیں گے جیسے ہو شرابِ انجبار
مضمحل ہو جائیں گے اس خوف سے سب جن و انس
زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار
اک نمونہ قہر کا ہوگا وہ ربانی نشاں
آسماں حملے کرے گا کھینچ کر اپنی کٹار
ہاں نہ کر جلدی سے انکار اے سفیہِ ناشناس
اس پہ ہے میری سچائی کا سبھی دار و مدار
وحیٔ حق کی بات ہے ہو کر رہے گی بے خطا
کچھ دنوں کر صبر ہو کر متقی و بردبار

(تذکرہ صفحہ ۵۳۶ بحوالہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۲۰)

اس زبردست پیشگوئی کا ذکر کرنے کے ساتھ ہی اسی مقام پر حضور نے آنے والی اس تباہی کے بارہ میں وضاحت کرتے ہوئے یہ بھی تحریر فرمایا:-

"خدا تعالیٰ کی وحی میں زلزلے کا بار بار لفظ ہے اور فرمایا کہ ایسا زلزلہ ہوگا جو نمونۂ قیامت ہوگا۔ بلکہ قیامت کا زلزلہ اس کو کہنا چاہیئے جس کی طرف سورۃ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا اشارہ کرتی ہے لیکن میں ابھی تک اس زلزلے کے لفظ کو قطعی یقین کے ساتھ ظاہر پر جما نہیں سکتا۔ ممکن ہے کہ یہ معمولی زلزلہ نہ ہو بلکہ کوئی اور شدید آفت ہو جو قیامت کا نمونہ دکھلاوے جس کی نظیر کبھی اس زمانے نے نہ دیکھی ہو۔ اور جانوں اور عمارتوں پر سخت تباہی آئے۔ ہاں اگر ایسا فوق العادت نشان ظاہر نہ ہو اور لوگ کھلے طور پر اپنی اصلاح بھی نہ کریں تو اس صورت میں میں کاذب ٹھہروں گا"

(براہینِ احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۲۰ حاشیہ تذکرہ صفحہ ۵۳۶-۵۳۷)

پھر آنے والی اس شدید آفت کی مزید تشریح کرتے ہوئے اسی کتاب میں حضور نے لکھا ہے:-

"اگر خدا تعالیٰ نے اس آفت شدیدہ کے ظہور میں بہت ہی تاخیر ڈال دی تو زیادہ سے زیادہ سولہ سال ہیں ..... بہرحال وہ سولہ سال سے تجاوز نہیں کرے گی۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۷-۹۸ تذکرہ صفحہ ۵۳۷ حاشیہ)

یہ عظیم الشان پیشگوئی مع تفصیلات کے پہلی جنگِ عظیم کے ذریعہ بڑی وضاحت کے ساتھ پوری ہوئی چنانچہ دیکھ لیں:-

(۱) یہ پیشگوئی ۱۹۰۵ء میں کی گئی۔ اور بتایا گیا کہ اس کے پورا ہونے میں سولہ سال سے زیادہ تاخیر نہیں ہوگی۔ چنانچہ پیشگوئی کے صرف نو سال بعد ۱۹۱۴ء میں یہ جنگ شروع ہو گئی۔

(۲) بتایا گیا تھا کہ ندیوں کے پانی خون سے سرخ ہو جائیں گے اور خون کی ندیاں چلیں گی جنگ کے نتیجہ میں ایک دنیا نے اس کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

(۳) یہ بتایا گیا تھا کہ مسافروں پر وہ ساعت سخت ہوگی اور بعض ان میں سے راستہ بھولے پھریں گے۔ یہ بھی جنگ عظیم کے نتیجہ میں ہوا۔ جب کہ جنگ خشکی اور تری سب جگہ پھیل گئی اور ہزاروں لاکھوں آدمی دشمنوں کے ممالک میں گھر گئے۔ اور بعض ہزاروں میل کا چکر لگا کر گھروں کو پہنچے

(۴) پھر کہا تھا کہ جانوروں کے ہوش و حواس اڑ جائیں گے۔ سو ایسا ہی ہوا جن علاقوں میں جنگ ہو رہی تھی وہاں کے جانور نیست و نابود ہو گئے۔

(۵) یہ بتایا گیا تھا کہ پہاڑ اور شہر اڑا لئے جائیں گے اور کھیت برباد ہوں گے۔ چنانچہ بمباری کے سبب ایسا ہی ہوا۔ جس ملک کی فوج آگے بڑھی اس نے پورے ملک کے کھیت اور شہر اجاڑ دئے اور سبزی کا نام و نشان باقی نہ چھوڑا۔

(۶) پھر ایک بڑی علامت جو اس پیشگوئی کو جنگ عظیم کے لئے مخصوص کر دیتی ہے وہ ہے زار کے متعلق ایسی خبر جس کا قبل از وقت قیاس بھی نہیں کیا جا سکتا۔ بتایا گیا تھا کہ

" زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار"

جس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت اس کو موت نہیں آئے گی بلکہ وہ نہایت تکلیف دہ عذابوں میں مبتلا ہوگا۔ اور پھر یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس آفت کے ساتھ ہی زاروں کا خاتمہ ہو جائے گا۔

اب دیکھئے یہ علامت کس شان کے ساتھ پوری ہوئی۔ اس جنگ سے پہلے زار کے خلاف بہت سی منصوبہ بازیاں ہوئیں مگر وہ بالکل محفوظ رہا۔ اس کے بعد یہ جنگ ہوئی۔ اور خدا تعالیٰ کا بتایا ہوا وقت آگیا۔ وہ اچانک پکڑا گیا۔ جس وقت روس میں فساد پھوٹا ہے اس وقت وہ سرحد پر فوجوں کے معائنہ کے لئے گیا تھا حتی کہ ۱۲ مارچ ۱۹۱۷ء کو صبح سے شام تک دنیا کا سب سے بڑا اور سب سے زیادہ اختیار رکھنے والا بادشاہ جو اپنے آپ کو زار کہتا تھا یعنی کسی کی حکومت نہ ماننے والا اور سب پر حکومت کرنے والا۔ وہ حکومت سے بیدخل ہو کر اپنی رعایا کے ماتحت ہو گیا۔ اور ۱۵ مارچ کو مجبوراً اسے اپنے ہاتھ سے یہ اعلان لکھنا پڑا کہ وہ اور اس کی اولاد تختِ روس

[1] ۱۵ اپریل ۱۹۰۵ء

سے دستبردار ہوتی ہے اور حضرت اقدس کی پیشگوئی کے مطابق زاروں کے خاندان کی حکومت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو گیا۔ مگر ابھی اللہ تعالیٰ کے کلام کے بعض حصے پورے ہونے باقی تھے جو بعد کے حالات نے پورے کر دکھائے۔ چنانچہ صرف ذہنی عذابوں پر ہی اکتفا نہیں کی گئی بلکہ اس کے کھانے اور پینے میں بھی تنگی کرنی شروع کی۔ اس کے بیمار بچے کو سپاہی اس کے اور اس کی بیوی کے سامنے نہایت بیدردی سے مارتے اور اس کی بیٹیوں کو بھی نہایت ظالمانہ طور پر زدو کوب کرتے۔ آخر ایک دن ماں کو سامنے کھڑا کر کے اس کی نوجوان لڑکیوں کی جبراً عصمت دری کی گئی اور جب زارینہ اپنا منہ روتے ہوئے دوسری طرف کر لیتی تو ظالم سپاہی سنگینیں مار مار کر اسے مجبور کرتے کہ وہ آدھر منہ کر کے دیکھے۔ الغرض اس قسم کے مظالم کو دیکھتا ہوا اور اس سے زیادہ تخیل برداشت کرتا ہوا ۱۶ر جولائی ۱۹۱۸ء کو زار مع اپنے خاندان کے نہایت عذاب کے ساتھ قتل کر دیا گیا۔ اور خدا کے نبی کی بات پوری ہوئی کہ

زار بھی ہوگا تو ہوگا اُس گھڑی باحالِ زار

۵۔ ۱۹۰۵ء کے بعد پانچ زبردست تباہیوں کے آنے کی جو خبر انذاری رنگ میں دی گئی تھی ان میں سے ایک کی تفصیل آپ نے سنی۔ اسی سلسلہ کی ایک اور ہولناک تباہی آنے کی پیشگوئی سنئے جو ایک عالمگیر تباہی کے رنگ میں اس وقت دنیا کے سروں پر منڈلا رہی ہے۔

مقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام نے ایک تیسری جنگ کی بھی خبر دی ہے جو پہلی دونوں جنگوں سے زیادہ تباہ کن ہوگی۔ دونوں مخالف گروہ ایسے اچانک طور پر ایک دوسرے سے ٹکرائیں گے کہ ہر شخص دم بخود رہ جائیگا۔ آسمان سے موت اور تباہی کی بارش ہوگی اور خوفناک شعلے زمین کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔ نئی تہذیب کا قصر عظیم زمین پر آ رہے گا۔ دونوں متحارب گروہ یعنی روس اور اس کے ساتھی اور امریکہ اور اس کے دوست ہر دو تباہ ہو جائیں گے۔ انکی طاقت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی۔ اگر دنیا نے سچے خدا کی طرف توجہ نہ کی تو ایک الٰہی ہلاکت سامنے کھڑی ہے جو قیامت کا ایک نمونہ ہوگی۔ جب وہ واقع ہو جائیگی تو دنیا کے علاقوں کے علاقے ایسے ہوں گے جہاں سے زندگی ختم ہو جائے گی۔ انسان بھی ختم ہو جائیں گے اور درندے بھی ختم ہو جائیں گے پرندے بھی ختم ہو جائیں گے ان کے علاوہ دوسرے جانور بھی ختم ہو جائیں گے۔ ان علاقوں سے ہر قسم کی زندگی کا خاتمہ ہو جائے گا

مقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی وفات ۱۹۰۸ء میں ہوئی۔ ۱۹۰۸ء سے پہلے کی یہ پیشگوئیاں ہیں۔ ۱۹۰۸ء میں دنیا کا کوئی سائنسدان خواہ اس کا تعلق جرمنی سے تھا یا انگلستان سے یا روس یا امریکہ سے۔ یا کسی اور قوم سے تھا یہ نہیں کہہ سکتا تھا اور اس کے وہم میں بھی یہ بات نہیں آ سکتی تھی کہ ایٹم کے اندر کوئی ایسی طاقت ہے جس کا غلط استعمال دنیا کو تباہ کر سکتا ہے اور پھر اس ایٹم کی طاقت کے نتیجہ میں ایسے حالات پیدا ہوتے ہیں کہ دنیا کے علاقوں کے علاقوں سے زندگی ختم ہو جاتی ہے جس وقت یہ پیشگوئی کی گئی تھی اس وقت یہ بات ناممکن تھی اس پر سائنسدان ہنستے ہوں گے اور کہتے ہوں گے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے علاقوں سے زندگی ختم ہو جائے۔ لیکن اب یہ ثابت شدہ حقیقت سب کے سامنے ہے کہ اس عرصہ میں انہی سائنسدانوں نے ایسی چیز ایجاد کر لی کہ اگر اس کا غلط استعمال ہو جائے تو وہ بات واقع ہو جاتی ہے جس کی خبر پیشگوئی میں دی گئی ہے

اس زبردست انذاری پیشگوئی کی تفصیل مقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے الفاظ میں سنئے حضور اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں:۔

"یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہوں گے اور زمین پر اس قدر تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی اور اکثر مقامات زیروزبر ہو جائیں گے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین و آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں ان کا پتہ نہیں ملے گا۔ تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونے والا ہے اور بہتیرے نجات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے۔ وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔

یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی ..... خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے جیسا کہ خدا نے فرمایا وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ اور توبہ کرنے والے امان پائیں گے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں ان پر رحم کیا جائیگا

کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے ---؟ یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہوگا۔

یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے

اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کریگا میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں --- وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں --- میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں۔ پر ضرور تھا کہ خدا کے نوشتے پورے ہوتے

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آ جائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لو گے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے --- !! جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ !!

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۶ ۔ ۲۵۷)

یہ ہے وہ زبردست انتباہ اور انذار جو دنیا کو آج سے ۶۱ سال قبل کیا گیا۔ لیکن یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ یہ ایک انذاری پیشگوئی ہے اور انذاری پیشگوئیاں توبہ اور استغفار سے التواء میں پڑ سکتی ہیں بلکہ ٹل بھی سکتی ہیں۔ اگر انسان اپنے رب کی طرف رجوع کرے اور توبہ کرے اور اپنے اطوار درست کر لے۔ وہ اب بھی خدا کی غضب سے بچ سکتا ہے اگر وہ دولت اور طاقت اور عظمت کے جھوٹے خداؤں کی پرستش چھوڑ دے اور اپنے رب سے حقیقی تعلق قائم کر لے۔ فسق و فجور سے باز آ جائے حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے لگے اور بنی نوع انسان کی سچی خیر خواہی اختیار کرے اگر دنیا نے دنیا کی مستیاں اور خرمستیاں نہ چھوڑیں تو پھر یہ انذاری پیشگوئیاں ضرور پوری ہوں گی اور پھر دنیا کی کوئی طاقت اور کوئی مصنوعی خدا دنیا کو موعودہ ہولناک تباہیوں سے بچا نہیں سکے گا۔

اس لئے سب سننے والے لوگوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے آپ پر اپنی نسلوں پر رحم کریں۔ اور خدائے رحیم و کریم کی آواز کو سنیں

کل کے افتتاحی اجلاس میں جو تار کا پیغام جماعت کے موجودہ امام حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کی طرف سے موصول ہوا وہ آپ سن چکے ہیں۔ اس میں بھی اس ہولناک تباہی اور اس سے بچنے کی کوشش کرنے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے

حضور پر نور نے ۱۹۶۷ء میں یورپ کا دورہ کر کے اہل یورپ کو بھی اس ہولناک تباہی سے متنبہ فرماتے ہوئے انہیں ہوشیار کیا تھا کہ:۔

"رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ نشانیوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقوال سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ تیس سال کے بعد دنیا میں ایک زبردست تباہی آنے والی ہے اور اس تباہی میں صرف وہی لوگ محفوظ رہ سکیں گے جن کا اپنے خالق سے صحیح تعلق ہوگا۔ اور اس تباہی کے بعد کیا روس اور کیا امریکہ بلکہ ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے گا۔"

حضور نے فرمایا:۔

"روس کے باشندے نسبتاً جلد اس تباہی سے نجات پائیں گے اور بڑی وضاحت سے یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ اس ملک کی آبادی پھر جلد ہی بڑھ جائے گی اور وہ اپنے خالق کی طرف رجوع کرینگے اور ان میں کثرت سے اسلام پھیلے گا اور وہ قوم جو زمین سے خدا کا نام اور آسمان سے اس کا وجود مٹانے کی شیخیاں بگھار رہی ہے، وہی قوم اپنی گمراہی کو جان لے گی اور حلقہ بگوش اسلام ہو کر اللہ تعالیٰ کی توحید پر پختگی سے قائم ہو جائے گی۔"

حضور نے فرمایا:۔

"شاید آپ اسے ایک افسانہ سمجھیں مگر وہ جو اس تیسری عالمگیر تباہی سے بچ نکلیں گے (باقی صفحہ ۱۱ کالم ۳ پر)

نتیجہ امتحان کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" سوال نمبرا

نظارت ہذا کی طرف سے ہر سال تربیتی وتعلیمی وتبلیغی اغراض کے پیشِ نظر کتب سلسلہ عالیہ احمدیہ کا امتحان لیا جاتا ہے۔ امسال بھی حسبِ سابق ۲ر نبوت ۱۳۴۸ ہجری شمسی مطابق ۲ر نومبر ۱۹۶۹ء بروز اتوار کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے سوال نمبر ۱ کا امتحان لیا گیا تھا جس میں ہندوستان کی مختلف جماعتوں کے ایک سو آٹھ ممبران نے شرکت کی سعادت حاصل کی

اس امتحان میں مکرم سید ظفر احمد صاحب کلکتہ نے ۷۲ نمبر حاصل کر کے **اوّل**۔ مکرمہ آفریدہ خاتون صاحبہ شاہجہانپور یوپی نے ۷۱ نمبر حاصل کر کے **دوم** مکرم ایس کے اختر حسین صاحب شموگہ نے ۷۰ نمبر حاصل کر کے **سوم** اور مکرم طارق احمد صاحب کٹک اڑیسہ نے ۶۷ نمبر حاصل کر کے **چہارم** پوزیشن حاصل کی ہے۔ اللہ تعالےٰ سب کو مبارک کرے اور ان کی یہ کامیابی آئندہ بے شمار کامیابیوں کا پیش خیمہ ثابت ہو۔ آمین۔ ذیل میں کامیاب ہونے والوں کے نام اور حاصل کردہ نمبر درج کئے جا رہے ہیں۔

ناظر دعوت وتبلیغ قادیان

نمبر شمار	نام	نمبر حاصل کردہ
	قادیان	
۱	مکرم عبدالرحیم صاحب دیانت	۳۵
۲	" منیر احمد صاحب خادم	۵۱
۳	" منظفر احمد صاحب منفل	۴۹
۴	" محمد حمید صاحب گجراتی	۵۵
۵	" یونس احمد صاحب بہاری	۳۷
۶	" سی محمد فاروق صاحب	۵۴
۷	" بشارت احمد صاحب حیدر	۴۰
۸	" شیخ محمد ایوب صاحب ساجد	۵۶
۹	" عبدالمومن صاحب	۴۰
۱۰	" ظہیر احمد صاحب خادم	۴۳
۱۱	" قمر الہدیٰ صاحب	۳۵
۱۲	" نصیر الدین صاحب اڑلیوی	۴۶
۱۳	" عنایت اللہ صاحب	۵۴
۱۴	" محمد یوسف الدین صاحب	۳۷
۱۵	" سعادت احمد صاحب	۳۵
۱۶	" محمد ابوالوفار صاحب	۴۷
۱۷	" بشارت احمد صاحب	۵۳
۱۸	" نورالاسلام صاحب	۵۴
۱۹	" محمد عمر صاحب	۵۲
۲۰	مکرمہ نصیرہ بیگم صاحبہ	۴۷
	کیرنگ - اڑیسہ	
۲۱	مکرم شیخ ولی الدین صاحب	۳۷
۲۲	مکرمہ حذیفہ بیگم صاحبہ	۳۵
۲۳	" امتہ النور صاحبہ	۳۷
۲۴	" رابعہ بشریٰ صاحبہ	۳۴
۲۵	مکرم شیخ مشتاق احمد صاحب	۴۲
۲۶	" حبیب الرحمٰن صاحب	۴۴
۲۷	مکرمہ امتہ الحی صاحبہ	۴۱
۲۸	مکرم شیخ ضیاء الرحمٰن صاحب	۳۵
۲۹	" " سلیم الدین صاحب	۵۲
۳۰	مکرمہ زبیدہ بی بی صاحبہ	۳۴
۳۱	مکرمہ امتہ الودود صاحبہ	۳۳
۳۲	" منصورہ بیگم صاحبہ	۳۳
۳۳	مکرم شمیم احمد خان صاحب	۵۲
۳۴	" سیف الرحمٰن خان صاحب	۳۸
۳۵	" سلامت اللہ صاحب	۴۸
۳۶	مکرمہ صرط بی بی صاحبہ	۳۳
	شاہجہانپور - یوپی	
۳۷	مکرمہ آفریدہ خاتون صاحبہ **دوم**	۷۱
۳۸	" مہر جہاں صاحبہ	۶۴
۳۹	" محبوب ظفر سلطانہ صاحبہ	۵۵
۴۰	مکرم محمد فاروق صاحب	۳۸
۴۱	" ڈاکٹر محمد عابد صاحب قریشی	۴۸
۴۲	" راشد محمود خان صاحب	۴۰
۴۳	مکرمہ نجمی خالدہ صاحبہ	۶۶
۴۴	" افروز جہاں صاحبہ	۵۷
	کٹک - اڑیسہ	
۴۵	مکرم سید ظفر الدین صاحب	۴۰
۴۶	" سید رشید احمد صاحب	۵۹
۴۷	" سید رفیع احمد صاحب	۴۱
۴۸	" سید فرید الدین صاحب	۵۰
۴۹	" طاہر احمد صاحب	۳۸
۵۰	" خالد احمد صاحب	۳۸
۵۱	" طارق احمد صاحب **چہارم**	۶۷
	بھدرک - اڑیسہ	
۵۲	مکرم ظفر اللہ خان صاحب	۵۲
۵۳	مکرمہ حمیدہ بی بی صاحبہ	۳۶
۵۴	" صالحہ خاتون صاحبہ	۶۱
۵۵	مکرم گل محمد شاہ صاحب	۴۳
۵۶	مکرمہ کبریٰ بی بی صاحبہ	۳۳
۵۷	مکرم رفیق احمد صاحب	۵۹
۵۸	مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ	۳۳
۵۹	مکرم شیخ عبدالاحد صاحب	۴۸
۶۰	مکرم حاتم خان صاحب	۵۴
	کلکتہ	
۶۱	مکرمہ شکیلہ اختر صاحبہ	۶۴
۶۲	مکرم محمد شمیم صاحب	۵۱
۶۳	" نصیر احمد صاحب باقی	۶۴
۶۴	مکرمہ امتہ الجمیل صاحبہ	۳۳
۶۵	مکرم صدیق احمد صاحب امینی	۵۷
۶۶	" سید ظفر احمد صاحب **اوّل**	۷۲
۶۷	" احمد حسین صاحب	۳۶
	تانگرام - بنگال	
۶۸	مکرم ماسٹر شرق علی صاحب	۶۲
۶۹	" قاضی عبدالرشید صاحب	۵۲
۷۰	" معتمز الامام صاحب	۵۲
۷۱	" اے ایس محمد مسیح صاحب	۴۰
	بھبنیشور - اڑیسہ	
۷۲	مکرم سید عبدالقیوم صاحب	۳۴
۷۳	مکرمہ سیدہ مقتدرہ خاتون صاحبہ	۳۷
۷۴	مکرم سید بشیر احمد صاحب	۳۷
۷۵	" سید مقصود احمد صاحب	۳۹
	یادگیر - میسور	
۷۶	مکرم ناصر احمد صاحب	۳۴
۷۷	" ظفر احمد صاحب	۴۸
۷۸	" محمد رحمت اللہ صاحب غوری	۵۲
۷۹	" بشیر احمد صاحب گلبرگی	۵۲
۸۰	" محمود احمد صاحب گلبرگی	۳۴
	سونگڑہ - اڑیسہ	
۸۱	مکرم سید شاہد احمد صاحب	۵۲
۸۲	" " صفی الباری صاحب	۳۳
۸۳	مکرمہ امتہ السلام صاحبہ	۴۱
	آسنور - کشمیر	
۸۴	مکرم خواجہ سعید احمد صاحب ڈار	۵۸
۸۵	" عبدالکریم صاحب وانی	۶۱
۸۶	" عبدالکریم صاحب	۴۵
	شموگہ میسور	
۸۷	مکرم جعفر محمود صاحب	۵۴
۸۸	" ایس کے اختر حسین صاحب **سوم**	۷۰
	امروہہ - یوپی	
۸۹	مکرمہ رابعہ بیگم صاحبہ	۳۶
۹۰	مکرم آفتاب احمد صاحب	۵۰
۹۱	" لیاقت علی صاحب	۳۵
	شورت - کشمیر	
۹۲	مکرم خواجہ محمد عبداللہ صاحب ڈار	۵۱
۹۳	" ماسٹر محمد عبداللہ صاحب	۴۵
۹۴	" عبدالعزیز صاحب لون	۳۵
	چھودوار - اڑیسہ	
۹۵	مکرم فضل الرحمٰن صاحب	۳۹
۹۶	" محمد شمس الحق صاحب	۳۶
	پینگال - اڑیسہ	
۹۷	مکرم محمد نعیم الحق صاحب	۴۱
۹۸	" محمد عبدالرحمٰن صاحب	۴۱
	جمشید پور - بہار	
۹۹	مکرم خورشید احمد صاحب	۴۰
۱۰۰	" مقبول احمد صاحب	۳۳
	کانپور - یوپی	
۱۰۱	مکرمہ نگریز بانو صاحبہ	۵۶
	مانہ وچھن - کشمیر	
۱۰۲	مکرم عبدالغنی صاحب بانڈے	۴۲
	رشی نگر - کشمیر	
۱۰۳	مکرم ماسٹر عبدالسلام صاحب لون	۳۸
	پاڑی پورہ - کشمیر	
۱۰۴	مکرم غلام نبی صاحب ناظر	۵۲
	سرینگر - کشمیر	
۱۰۵	مکرم ڈاکٹر عبدالرشید صاحب	۶۶
	گارلا پاڑا ضلع محبوب نگر آندھرا	
۱۰۶	مکرم ماسٹر محمد بشیر الدین صاحب	۶۲

❖ ❖ ❖

حضرت مسیح موعودؑ کی انذاری وتبشیری پیشگوئیاں (بقیہ صفحہ ۹)

اور زندہ رہیں گے وہ دیکھیں گے کہ یہ خدا کی باتیں ہیں اور اس قادر و توانا کی باتیں ہمیشہ پوری ہی ہوتی ہیں کوئی طاقت انہیں روک نہیں سکتی"

پس تیسری عالمگیر تباہی کی انتہا اسلام کے عالمگیر غلبہ اور اقتدار کی ابتدا ہوگی اور اس کے بعد بڑی سرعت کے ساتھ اسلام ساری دنیا میں پھیلنا شروع ہوگا اور لوگ بڑی تعداد میں اسلام قبول کریں گے اور جان لیں گے کہ اسلام ہی سچا مذہب ہے اور انسان کی نجات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے وابستہ ہے۔

میں اپنی تقریر اس عظیم الشان آسمانی بشارت پر ختم کرتا ہوں جو مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے جماعت کے روشن مستقبل کے متعلق دی۔ فرمایا:۔

"خدا تعالےٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دیگا اور میری محبت دلوں میں بٹھائیگا اور میرے سلسلہ کو تمام دنیا میں پھیلائیگا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کریگا۔ اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کرینگے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا منہ بند کر دینگے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھیگا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائیگا۔ بہت سی روکیں پیدا ہونگی اور ابتلا آئینگے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دیگا اور اپنے وعدہ کو پورا کریگا اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دونگا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے ... سو اے سننے والو ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا" (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۱) مبارک وہ جو ان باتوں پر [illegible] انشاء اللہ العزیز

تعزیت و دُعائے مغفرت

مکرمہ محترمہ اہلیہ صاحبہ حضرت سیٹھ عبد اللہ الٰہ دین صاحبؓ آف سکندر آباد (دکن) کی وفات حسرت آیات پر جماعت احمدیہ کراچی کو سخت صدمہ ہُوا۔ مرحومہ نہایت نیک۔ متقی اور صالح خاتون تھیں۔ ساری عمر اپنے بزرگ خاوند کے ساتھ مل کر خدمتِ دین میں کوشاں رہیں۔ خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام سے خاص لگاؤ رکھتی تھیں۔ بہت دُعاگو اور مخیّر خاتون تھیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنی آغوشِ رحمت میں جگہ دے۔ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی نیکیوں کو ان کی اولاد میں قائم و دائم رکھے آمین۔

جماعت احمدیہ کراچی، مرحومہ کے خاندان کے ساتھ اس غم میں برابر کی شریک ہے اور دُعا کرتی ہے کہ مولا کریم ہر حال میں ان کا حافظ و ناصر ہو اور اس صدمہ کو برداشت کرنے کے لئے صبرِ جمیل عطا فرمائے آمین۔

امیر جماعتِ احمدیہ کراچی

آپ کا چندہ اخبار ختم ہے

مندرجہ ذیل خریداران اخبار بدر کا چندہ ماہِ امان ۱۳۴۹ ہش (مارچ ۱۹۷۰ء) میں کسی تاریخ کو ختم ہو رہا ہے۔ ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنی اولین فرصت میں ایک سال کا چندہ مبلغ دس روپے بھجوا کر ممنون فرماویں تاکہ اُن کے نام اخبار جاری رہ سکے۔ اگر اُن کی طرف سے چندہ وصول نہ ہُوا تو چندہ ختم ہونے کی تاریخ کے بعد اُن کے نام اخبار بدر کی ترسیل بند کر دی جائے گی۔

اُمید ہے کہ اخبار کی افادیت کے پیشِ نظر تمام احباب جلد رقم ارسال کرکے ممنون فرماویں گے۔ ان احباب کو بذریعہ خط بھی اطلاع دی جا رہی ہے۔

نمبر خریداری	اسماء خریداران	نمبر خریداری	اسماء خریداران
۱۰۷۷	مکرم سیّد گل محمد شاہ صاحب	۱۴۸۳	مکرم غلام رؤف الدین صاحب۔
۱۰۹۶	" ایس۔ اے رضی اللہ صاحب	۱۴۸۴	" کریم بخش صاحب۔
۱۱۲۵	میسرز منیر اینڈ کو۔	۱۴۸۹	" محمد شفیع صاحب۔
۱۱۲۷	مکرم عبد المجید صاحب ناصر	۱۴۹۰	" کرشن احمد صاحب۔
۱۱۳۱	" جی احمد صاحب جمال	۱۴۹۱	" انیس الرحمٰن خان صاحب۔
۱۱۹۸	" ولی محمد صاحب۔	۱۴۷۰	" عبد الرؤف صاحب فاروقی۔
۱۱۹۶	مکرمہ ایس ایم نشا صاحبہ	۱۴۹۲	" مظفر احمد صاحب۔
۱۲۱۲	مکرم مولوی ریاض احمد خان صاحب۔	۱۴۹۶	" انیس احمد صاحب۔
۱۲۰۳	" غلام احمد صاحب راٹھر۔	۱۴۹۷	" ثاقب احمد صاحب ایم۔ اے۔
۱۲۵۴	" احمد عبد الرشید صاحب	۱۴۹۸	" اے جے کتور صاحب۔
۱۲۵۸	مکرمہ نعیمہ حفیظ صاحبہ۔	۱۴۹۹	مکرمہ اعجاز فاطمہ صاحبہ
۱۲۷۹	مکرم سید محمد یونس صاحب۔	۱۵۰۰	مکرم مقبول احمد صاحب۔
۱۲۹۵	" عبد القیوم صاحب۔	۱۵۰۴	" حکیم مرزا محمد زمان صاحب۔
۱۲۵۶	" شیخ صالح محمد صاحب۔	۱۶۲۲	" انوار محمد صاحب۔
۱۴۴۳	" ضیاء العارفین صاحب۔	۱۶۱۲	" سید بشیر احمد صاحب۔
۱۴۵۹	" عبد الوفا خانصاحب۔	۱۶۷۹	" شیخ ابراہیم صاحب۔
۱۴۷۵	" عبد الغنی صاحب۔	۱۶۸۴	مکرمہ خدیجہ بیگم صاحبہ۔
۱۴۷۷	" حکیم شمس الدین صاحب۔	۱۶۹۱	مکرم ستار خان صاحب۔
۱۴۷۹	" شاہ محمد اینڈ برادرز	۱۸۲۶	" قریشی محمد کریم صاحب۔
۱۴۸۰	" مبارک احمد اینڈ برادرز	۱۹۶۳	" چوہدری محمد شریف صاحب۔

زکوٰۃ کی ادائیگی تزکیۂ نفس کرتی اور اموال کو بڑھاتی ہے

مرکزی لائبریری کی وسیع عمارت کا سنگِ بنیاد

بقیہ صفحہ اوّل

اینٹ محترم شیخ مبارک احمد صاحب سیکرٹری فضلِ عمر فاؤنڈیشن نے بھی رکھی۔

اس موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض صحابہ سے بھی اینٹیں رکھوائی گئیں۔ ان میں محترم حاجی محمد فاضل صاحب، محترم صوفی غلام محمد صاحب ایڈیشنل ناظر بیت المال (آمد) محترم چوہدری علی محمد صاحب بی اے۔ بی ٹی اور محترم بابا دین محمد صاحب شامل تھے۔

اس کے بعد حضور نے بُنیادوں کے پاس کھڑے ہو کر اجتماعی دعا کرائی جس میں جملہ حاضرین شریک ہوئے۔ دُعا سے فارغ ہونے کے بعد حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ قصرِ خلافت واپس تشریف لے گئے۔ اس موقعہ پر حاضرین میں شیرینی بھی تقسیم کی گئی۔ نیز مجوزہ عمارت کے احاطہ میں ایک بکرا بطور صدقہ ذبح کرکے اس کا گوشت غرباء میں تقسیم کیا گیا۔

مجوّزہ عمارت کے بعض کوائف

سرِ دست لائبریری کی عمارت میں پچاس ہزار کتب کے لئے جگہ مہیا کی گئی ہے دو ریڈنگ رُوم تجویز کئے گئے ہیں۔ ایک اخبارات و رسائل کے مطالعہ کے واسطے۔ اور ایک کتب کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے علاوہ ازیں چھ کمرے تجویز کئے گئے ہیں جن میں ایک ایک ریسرچ سکالر بیٹھ کر ریسرچ کا کام کر سکے گا۔ دو کمرے ایسے تجویز کئے گئے ہیں کہ جن میں بیک وقت چار ریسرچ سکالرز کام کر سکیں گے۔ مائیکرو فلم اور لائبریری سٹاف کے لئے بھی انتظامیہ بلاک میں علیحدہ علیحدہ کمرے تجویز کئے گئے ہیں۔ ایک انٹرنس ہال ان کے علاوہ ہو گا۔ جو اگزیبیشن کے کام بھی آسکے گا۔ لائبریری کی بنیادیں اتنی گہری اور مضبوط ہوں گی کہ بعد میں ان پر مزید عمارت تعمیر ہو سکے گی۔ اور لائبریری کو حسبِ ضرورت وسیع کیا جا سکے گا۔

اس عمارت کا نقشہ مشہور آرکیٹیکٹس میسرز پرویز اینڈ محمود ایسوسی ایشن لاہور نے تیار کیا ہے۔ اس ایسوسی ایشن نے پاکستان کے مختلف شہروں میں بعض اہم تعمیرات اور پارکس وغیرہ کے ڈیزائن تیار کئے ہیں اور بعض ڈیزائنوں پر انعام بھی حاصل کیا ہے۔ اس ایسوسی ایشن کی طرف سے ملک کے نامور آرکیٹیکٹس جناب محمود حسین صاحب اور پرویز نعیم صاحب نیز جناب عبد الحمید صاحب بی۔ ایس۔ سی سول انجینئر (عمارت کا نقشہ جن کے باہمی تعاون کا نتیجہ ہے) نے اس عمارت کی تمام ڈرائینگ کا ایک سیٹ حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ اسے حضور نے قبول فرماتے ہوئے انہیں شرفِ مصافحہ عطا فرمایا۔ نقشہ کے مطابق عمارت بنوانے اور نگرانی کے کام کے لئے مشتاق احمد خان صاحب انجینئر کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ آپ ریٹائرڈ انجینئر ہیں اور بڑی عمارتوں کی تعمیر کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں۔ حضور نے سنگِ بنیاد رکھنے کے بعد آپ کو بھی شرفِ مصافحہ بخشا۔

یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ فضلِ عمر فاؤنڈیشن نے جامع لائبریری کے منصوبہ میں سے عمارت کا حصہ اپنے ذمہ لیا ہے اور اس کے لئے ساڑھے تین لاکھ روپے کا بجٹ منظور کیا ہے عمارت تیار ہونے تک کتب اور جملہ دیگر ضروریات کی فراہمی کے سلسلہ میں صدر انجمن احمدیہ سکیم تیار کرکے حضور کی رہنمائی اور منظوری سے اس پر عمل در آمد کرے گی۔ انشاء اللہ العزیز۔

اعلان نکاح

خاکسار کی ہمشیرہ عزیزہ رقیہ بیگم بنت سی فخر الدین صاحب مرحوم کا نکاح مکرم عبد الرحمٰن صاحب کویا (کالیکٹ) کے ساتھ مبلغ ۵۰۰/- (پانچ صد) روپے مہر کے عوض میں مورخہ ۲۶ر جنوری (صلح) ۱۹۷۰ء کو بعد نماز مغرب "الحق" بلڈنگ بمبئی میں محترم مولوی محمد عمر صاحب فاضل مبلغ بمبئی نے پڑھا۔ احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے اور جماعت کے لئے ہر جہت سے بابرکت فرمائے آمین ثم آمین۔

خاکسار: وی۔ عبد الرحیم مالاباری (بمبئی)

درخواستِ دُعا

خاکسار کی والدہ کی طبیعت خراب ہے۔ کھانسی کی بہت زیادہ تکلیف ہے۔ خاکسار آپ لوگوں کی دُعاؤں سے بی۔ اے پارٹ اول میں کامیاب ہو گیا ہے۔ اب بزرگانِ سلسلہ و درویشانِ کرام و جملہ احبابِ کرام سے والدہ محترمہ کی صحت یابی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: مشتاق احمد۔ چوکی حسن
ضلع چھپرہ سارن (بہار)

آخری سہ ماہی

جیسا کہ احباب جماعت کو علم ہے کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کا مالی سال ۳۰ اپریل ۱۹۷۰ء کو ختم ہوتا ہے۔ اس وقت مالی سال کی نوماہی ۳۱ جنوری ۱۹۷۰ء کو ختم ہو چکی ہے۔ اور آخری سہ ماہی یکم فروری سے شروع ہو چکی ہے۔ اس لئے نظارت ہذا جملہ احباب جماعت و عہدیداران و مبلغین کرام سے درخواست کرتی ہے کہ وہ اپنی دیگر مصروفیات سے وقت نکالتے ہوئے اس اہم کام کی طرف بھی خاص توجہ فرمائیں۔ اور کمئی بجٹ کو پُورا کریں۔ عہدیداران جماعت اور مبلغین کرام ہر ناد ہند اور بقایا دار تک پہنچیں اور انہیں مالی قربانی کی اہمیت اور سلسلہ کی ضروریات سے آگاہ فرمائیں۔ تا ان کے دلوں میں بھی ایمانی جذبہ پیدا ہو۔ اور بشاشتِ قلبی سے اپنی کوتاہیوں کا ازالہ کر سکیں۔

احباب جماعت کو چاہیئے کہ وہ ہمیشہ اس عہد بیعت کو سامنے رکھیں کہ "میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا"۔ جب اس پر عمل فرمائیں گے تو یقیناً اللہ تعالےٰ کے فضلوں کے دروازے آپ پر کھل جائیں گے۔ پس خوش قسمت ہیں وہ احباب جو دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوتے خدا کے دین کے لئے کئے ہوئے وعدوں کو پُورا کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ سب کو اس کی توفیق بخشے آمین۔

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ

فرائض کی اوّل وقت میں ادائیگی دوہرے ثواب کا موجب ہوتی ہے۔ اس لئے احباب کی خدمت میں درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اوّل وقت میں چندہ تحریکِ جدید ادا کرکے اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ میں شامل ہوں اور اللہ تعالےٰ کے مزید فضلوں کے وارث ہوں۔

وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

وقفِ جدید کے نئے سال کیلئے اپنے وعدہ جات سے

جلد مطلع فرماویں!

قبل ازیں بھی اعلان کیا جا چکا ہے کہ وقفِ جدید کا نیا سال مورخہ یکم صُلح (جنوری ۷۰ء) ۱۳۴۹ ہش سے شروع ہو چکا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے بعض جماعتوں نے نہ صرف اپنے وعدہ جات پیش فرماتے ہیں بلکہ اُن میں سے بعض احباب نے اپنے وعدہ جات کی نقد ادائیگی کرکے اللہ تعالےٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کی سعیٔ عظیم فرمائی ہے۔

یہ لازمی ہے کہ تمام جماعتوں کے عہدیداران اعلانِ ہذا کو دیکھتے ہی اپنے وعدہ جات کی فہرستیں مرتب فرمادیں اور پھر فوری طور پر دفتر ہذا کو ارسال فرماویں۔

اللہ تعالےٰ ہمارے کارکنان (عہدیداران) کو اس کی توفیق عطا فرماوے آمین

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

اعلان برائے وعدہ کنندگان

درویش فنڈ

پچھلے دنوں جلسہ سالانہ کے خاص نمبر میں درویش فنڈ کی مبارک تحریک میں حصہ لینے والے مخلصین کے اسماء شائع کروائے گئے تھے۔ اُن مخلصین کی فہرست حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھی بغرضِ دُعا بھجوائی گئی۔

حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اُن احباب کے لئے دُعا فرمائی نیز جزاھم اللہ احسن الجزاء فرمایا ہے ——— جن احباب نے تا حال درویش فنڈ کی مبارک تحریک میں اپنے وعدہ جات نہیں بھجواتے وہ بھی جلد بھجوانے کی کوشش فرمادیں تا دوسری فہرست بھی حضور اقدس کی خدمت میں بغرضِ دُعاء پیش کی جاسکے۔

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

درخواستِ دُعا

خاکسار کے خسر محترم سید محمود علی صاحب تمباکو مرچنٹ آف کرنول ریڑھ کی ہڈی وغیرہ میں تکلیف کے سبب بیمار ہیں۔ ایلوپیتھی علاج چھوڑ کر اب یونانی علاج شروع کیا گیا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں کامل شفاء عطا فرماتے آمین۔

خاکسار محمد کریم الدین شاہد
مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ٹرک یا کاروں

کے ہر قسم کے پُرزہ جات آپ کو ہماری دُکان سے مل سکتے ہیں۔ اگر آپ کو اپنے شہر یا کسی قریبی شہر سے کوئی پُرزہ نہ مل سکے تو ہم سے طلب کریں۔

پتہ نوٹ فرما لیں

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

تار کا پتہ: "Autocentre" فون نمبرز 23—1652 23—5222

قادیان میں عید کی قربانیاں

دوست جلد اطلاع دیں!

حسبِ سابق اس سال بھی عید الاضحیہ کے موقعہ پر بیرون جات کے احباب جماعت کی طرف سے قربانی کا جانور ذبح کرنے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ ایسا کرنے سے ایک تو آسانی کے ساتھ ان صاحب کے ذمہ کا فرض ادا ہو جاتا ہے اور ساتھ ہی قربانی کے گوشت سے قادیان میں مقیم احباب استفادہ کر سکتے ہیں۔

لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ دوستوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے لئے قربانی کے جانور کی رقم جلد از جلد مجھے بھجوا دیں تاکہ انتظام میں سہولت رہے۔ اس وقت قادیان میں قربانی کے جانور کی قیمت کم از کم ۶۰/- روپے

امیر جماعت احمدیہ قادیان

سپیشل گم بوٹ

جن کے آپ عرصہ سے متلاشی ہیں!

مختلف اقسام، دفاع۔ پولیس۔ ریلوے۔ فائر سروسز۔ ہیوی انجینئرنگ۔ کیمیکل انڈسٹریز مائنز۔ ڈیریز ویلڈنگ شاپس۔ اور عام ضرورت کے لئے دستیاب ہو سکتی ہیں!!

گلوب ربڑ انڈسٹریز

★— آفس و فیکٹری: ۱۰- پربھو رام سرکار لین کلکتہ ۱۵ فون نمبر ۲۴-۳۲۶۲
★— شو روم: ۱/۱ نوئی جیت پور روڈ کلکتہ ۱ فون نمبر ۳۴-۰۴۰۱
★— تار کا پتہ: گلوب ایکسپورٹ "GLOBE EXPORT"